

باغ دل افروز

تخت اشفاق

مصنفه امیر کبیر رئیس دہلی لکھنؤ عالی جناب محلی القاب راجہ
محمد اشفاق علی خان صاحب اشفاق اوام اسبقہ الہ تعلفہ دار
ریاست محمدی ضلع کھیری تلمیذ حضرت رضا لکھنوی فرنگی محلی

ماہ دسمبر ۱۹۱۳ء میلاد ۱۲۹۲
باہتمام مفتی محمد یوسف مالک مطبع

مطبع محمد یوسف مالک
لکھنؤ

غلطنامہ دیوان ہذا

نمبر	صفحہ	سطر	شعر	غلط	صحیح
۱	۶	۱۲	۱۱	دلِ نادان	دلِ نالان
۲	۹	۸	۶	ہے	ہے
۳	۱۰	۵	۵	اُنکی	اُسکی
۴	۱۰	۱۳	۱۳	شوق	صنعت
۵	۱۲	۱۲	۱۰	چلین	پڑین
۶	۱۲	۱۳	۱۱	دیواروں کا	تلواروں کا
۷	۱۴	۱۷	۱۵	پُر درد	پُر جذب
۸	۲۰	۵	۵	لے	لے
۹	۲۱	۱۸	۱۵	آکر	آکر
۱۰	۲۲	۱	۱	یاس و تمنا	رج و تمنا
۱۱	۲۶	۳	۳	لیٹے	لیتے
۱۲	۲۷	۱۸	۱۳	ہے	ہے
۱۳	۳۰	۴	۲	داستان	دستان
۱۴	۳۱	۱۳	۱۰	ہو	اس
۱۵	۳۳	۱۴	۱۱	خونِ ناحق	مقلِ ناحق
۱۶	۳۹	۱۰	۷	بجری	بجری

نمبر	صفحہ	مطر	شعر	غلط	صحیح
۱۷	۴۴	۴	۴	اشک	رشک
۱۸	۵۴	۱۴	۱۲	میگی خاک	میگی خاک
۱۹	۶۴	۱۶	۱۴	تم بین	اُنمین
۲۰	۶۶	۱۲	۱۲	کی	کسی
۲۱	۶۹	۵	۵	ہوتی	ہوتی
۲۲	۷۱	۹	۷	اشک	رشک
۲۳	۷۲	۹	۷	رنگ ورنج	رنگ ورنج
۲۴	۷۵	۱۸	۱۶	اور شوق دید	اور شوق دید

اِنْ شَرَحَ الْحَمْدَ وَالْمِنَّةَ لِمَنْ لَيْسَ بِمُحَرَّرٍ

الحمد لله والمنته که گنجینه فصاحت ذوق و بلاغت کلام شریف آفاق
اعنی دیوان دوم موسوم به

تحفه اشفاق

ملقب به اسم تاریخی

باغ دل فروز

مصنفه امیر کبیر رئیس ذی توقیر عالی جناب معالی القاب راجه
محمد اشفاق علی خان صاحب اشفاق اوام اشراقا اعلیٰ دار
ریاست محمدی ضلع کبیری تملیک حضرت رضا الحسنوی فرقی علی
ماه نومبر ۱۹۱۳ء

باہتمام مفتی محمد یوسف مالک مظہر

مطبعہ محمدیہ کتب خانہ کبیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحرِ رحمتِ مہرِ مہر

فَاعِلَاتِنِ فَاغِلَاتِنِ فَاغِلَاتِنِ فَاغِلَاتِنِ

کیونکہ انسان طے کرنا قلم کو راہ کا
قول ہے دنیا میں یہ ہر ایک حق آگاہ کا
قطرہ اشکِ ندامت خضر ہوگا راہ کا
اک نگاہِ رحم اوشانِ کرم بہرِ رسول
بے زخندانِ صنمِ شدہ کرافشا یہ راز
یون پکارین گے سرِ محشر گنگار آپ کو
دل سے ہوتی ہے تلاشِ مقصدِ اصلی جنین
تیری شانِ بے نیازی طالبِ طاعت نہیں
کیونکہ اُسکی قبر پر بارانِ رحمت ہو مدام
تیری رحمت سے بڑھیں میرے گنہ ممکن نہیں
عقل انسان خضر ہے کوہِ طریقت کے لیے
تیرے در کی جھکو حاصل ہے گدائی دہر میں
اوسراپا ناز شانِ بے نیازی دیکھ لی
ترک دنیا میں نہو کیونکہ حکمرانی کا مزہ
تیرے مجرمِ حشر میں خواہاںِ جنت کیونکہ نون
شوق باقی ہے تو اسے آشفاتِ گہر تو ہو کیونکہ

حمد کے میدان پر سایہ ہے بسم اللہ کا
خود سے جب مل گیا جادہ فتا فی اللہ کا
تخلد میں جائے گالیہ ان عاصی تیری درگاہ کا
نزع میں دھوکا نہ کھاؤن غیر حق آگاہ کا
کنے یوسفؑ کو بتایا تھا طریقت چاہ کا
سننے والا ہے یہاں کوئی تیری راہ کا
مچھل ہر کانٹا اُٹھیں ہوتا ہے تیری راہ کا
کیونکہ نہ ہر مجرم ہو خواہاںِ رحمِ خاطر خواہ کا
بند کر لی آنکھ جس نے لیے نام اللہ کا
فرق ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کوہ و کاہ کا
دین کہتے ہیں جسے جادہ ہے تیری راہ کا
لطف اُن سے پوچھے خانِ خلیل اللہ کا
حشر میں ہے ایک عالم ہر گداؤ شاہ کا
خلق دیتی ہے لقب تیرے گدا کو شاہ کا
دور سے آئے ہیں سکر نام اس درگاہ کا
ہو ہی جائے گا کبھی نظارہ بیت اللہ کا

فَاعْلَامَاتِنِ فَا عِلَامَاتِنِ فَا عِلَامَاتِنِ فَا عِلَامَاتِنِ	مَجْرَمِ شَرِّ مَحْذُوفِ
<p>گوئیچ اٹھا شور بسم اللہ بسم اللہ کا دیکھوں ان آنکھوں سے میں وضو رسول اللہ کا کون دیوانہ ہے یاں زلف رسول اللہ کا ہے لقب مخدوم عالم خا دم درگاہ کا پہلے ہے تیرا لقب پھر نام ہے اللہ کا نام ہے عرش مٹے تیرے بازگاہ کا نام مرقد میں لیا جس نے رسول اللہ کا حال کیونکر لکھ سکے انسان اُس ذبیحہ کا واہ کیا شہرہ ہے معراج رسول اللہ کا ایک اونے مچھرہ تھا ٹکڑی ہونا ماہ کا جبکے سر پر سایہ پڑ جائی تری درگاہ کا وصف ہے قرآن میں اصحابِ رسول اللہ کا کب ہے مقبول خدام و واس درگاہ کا سلسلہ جس سے ملے ہر معرفت آگاہ کا آئے ہیں غل شکے پیاسے فی سبیل اللہ کا یہ سبب ہرگز نہ تھا یہ بھی کھانا راہ کا ہو قصیدہ ہاتھ میں نعمت رسول اللہ کا</p>	<p>خیر قدم یون ہوا گرد و نہ اُس ذبیحہ کا خضر ہو جائے اگر شوق زیارت راہ کا یا آنسی یون پکارین حشر میں مجھ کو ملک رفعت شان نبوت کس طرح سے ہو رقم تیری رفعت پر ہے خود کلمہ شہادت کا گواہ رونق بزم نبوت ہے فروغ شمع رخ تا قیامت شمع ایمان نے ضیا بخشی اُسے باعثِ ایجادِ عالم جسکی ذات پاک ہو کوئی اب سنتا نہیں افسانہ طو رو کلمہ تیری انگشت شہادت کی صفت میں کیا کون اُس کا نقش قدم ہو پھول باغِ خلد کا سکر و تاثیرِ محبت کا عبث انکار ہے جو ہوا محبوب حضرت ہو گیا مطلوب حق کون ہے اس شان کا تیرا سوا تو ہی بتا صدقہ آنکھوں کا سرِ حشرِ ملین کو خرکے جام سجدِ اقصیٰ کو دنیا تھا شرف معراج میں دفترِ اعمال کے بدلے آنسی حشر میں سیرِ خالق نے مجھے اشفاق کی جنت عطا</p>
حشر میں پایا صلہ محبت رسول اللہ کا	

مفعول فاعلات مفاعیل فاعل	بحر مضارع مثمن اثرب مفعول محذوف
<p>قاتل کی یاد کا ربنادل میں رہ گیا اتنا قصور تیرے مقابل میں رہ گیا نقشہ کسی کا کھینچے مرے دلیں رہ گیا ارمان ل کا نزع کی مشکل میں رہ گیا تیرا نگاہ چہرہ کو مرے دل میں رہ گیا وہ قیس تھا جو قید سلاسل میں رہ گیا تیور اکوتیں نجد کی منزل میں رہ گیا جو ہر وہ بن کے خنجر قاتل میں رہ گیا محروم ایک بین نری محفل میں رہ گیا دل کا قرار اپنی محفل میں رہ گیا</p>	<p>انکھانہ تیر سینہ بسمل میں رہ گیا گویا ہر تو وہ ہمت ہے یہ کہتا ہے آئندہ کیا پوچھتے ہو مشق تصور کی قوتیں کہنے نہ پائے اونسے مصیبت فراق کی گھم سے نگاہ پھیری جب اُس نے بزم میں چھوٹا ٹوپ کے حلقہ گیسو سے دل مرا وحشت بڑھی جو گیسو لیلی کی یاد میں نکلا جو وقت فرج مروتی ہو کھینچے دم پی پی کے ساقیا ہوئے سیخو است سب ہم بقرار ہو کے چلے واہ رے نصیب</p>
جب سوز پیر یا مرے دل میں رہ گیا	اشفاق جلے خاک ہوا رشک ہو جگر
مفعول فاعلات مفاعیل فاعل	بحر مضارع مثمن اثرب مفعول محذوف
<p>خیمہ اُٹھ گیا ہے چین سے بہار کا اونچا نہ بونڈ لا ہوا میرے غبار کا ہر داغ دل دکھاتا ہے عالم بہار کا یہ ہے خلاصہ حال دل بقرار کا توڑو نہ آسرا کسی امیدوار کا تھا آخری یہ وقت ترے انتظار کا</p>	<p>صیا دغون راس نہ آیا ہزار کا مکر ہے انکار یہ مجھ خاکسار کا جب سے ہوا ہے عشق کسی گلزار کا پہونچا ٹوپ کے قبر سے میدان جہنم کا انکار صاف وصل سے ایجان کر دہنم آنکھیں ہماری نزع میں کی طرت بہن</p>

<p>کس شہسوار نے یہ اوڑالی لحد کی خاک کوچے سے یا رکے یہ کہ صبر لگنی صبا پوچھا جو اسنے طنز سے کیسا مزاج ہے سرنے کا مجھ کو غم نہیں لیکن قلق یہ ہے اوس گل کی یاد میں ہری فریاد آہ فی</p>	<p>کیون عرش پر داغ ہی میرے غبار کا معنا ہو اج نام بہار سے غبار کا مین نے کہا کہ شکر ہے پھر دگار کا زیوراً تر رہا ہے مے سو گوار کا دم بند کر دیا ہے چین مین ہزار کا</p>
<p>آشفاقِ داغِ بے جگر سب ہرے ہوئے مردہ سنا جو آمدِ فضل بہار کا</p>	
<p>بکر ہزجِ شمنِ سالم وہ میرا چھپر کر اون کو شہِ صلت جگا دینا کسی کا کر کے وعدہ وصل کا مجھ کو دغا دینا غضب ٹوٹا گری بجلی پیا آفت ہوئی سریر اثر او سپر نہیں ہوتا یہ بے تاثیر مین ایسے مرے سوز و رونا نے ہاجر مین سینہ کو پہونکا ہے جفا کے تم جو عادی ہو دو فاکے ہم بھی خوگر مین نہ آئے نزع مین بھی شکوہ جانان مرے لب پر غضب ہے کر کے گھائل مجھ کو کتنا میری قاتل کا چمک سے برق کے ہم کیون روئیں اب کی صورت</p>	<p>مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن وہ اونکا کو سنا دشنام دینا بد دعا دینا دوائے دردِ دل مین زہر تھا گویا ملا دینا قیامت تھا سر محفل کسی کا سکرا دینا سرے مالون کو بس آتا ہے سو تو کو جگا دینا نردا می ساغرِ وصلت لگی دل کی بجھا دینا تمہیں دشنام دینا سہل ہے ہم کو دغا دینا مجھے اتنا تحمل اسے دل صبر آزما دینا قیامت تک مجھے اور میرے خیر کو دغا دینا کہ یاد آتا ہے فرقت مین کس کا سکرا دینا</p>
<p>ابھی تھا وصل کا وعدہ ابھی انکا رہے اوس سے ہنسی اشفاق ہی انکی ہنسا دینا رو لا دینا</p>	

مفعول فاعلات مفاعیل فاع لن	بحر مزارع نمن ا غروب کفوف مخدوف
دیوانہ قیس تھا جو سیابان میں رہ گیا جب ہاتھ اٹھا لہجہ کے گریبان میں رہ گیا اک اعتراف سادہ دل ویرانہ میں رہ گیا ہو کر اسیر چاک گریبان میں رہ گیا جب دل محل کے محفل جانان میں رہ گیا ارمان دید دیدہ حیران میں رہ گیا قاتل کا ہاتھ جا کے نکلان میں رہ گیا اک قطرہ تھاپہ پنجہ مرگان میں رہ گیا کیا کوئی تار حبیب و گریبان میں رہ گیا دست خیال یار کے دامن میں رہ گیا	میں خاک ہو کے روچہ جانان میں رہ گیا اند سے ضعف جوش جنون میں یہ حال تھا بیٹائی فراق نہ جھوٹی پس نہ چھوٹا اشک پنجہ مرگان چشم سے مایوس ہو کے ہم پٹ آئے ہزار حیف آئینہ کی طرح نگران عسر و بھر رہا زخون کو میرے دیکھ کے رحم الیا اسے اب خون دل جگر میں کہاں خیمہ خورشید کیون بعد مرگ دست جنون کو ہے اضطراب محمودی وصال کی تصدیق سہت یہی
ارمان کو ان اس دل نادان میں رہ گیا	اشفاق نزع میں جو نکلتی نہیں ہر روح
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن	بحر مل نمن مخدوف
حسرتیں کچھ لیچلا کچھ یاس و حیران لیچلا عنبہ دل اپنے نناہوئے کا سامان لیچلا شوق سربازی جو پیش تیغ بران لیچلا ولین نشتر لیچلا سینہ میں پیکان لیچلا ولین اپنے میں بھی دو تین مہمان لیچلا ریخ فرقت دیکے سب راحت کا سامان لیچلا	کیا کہوں کیا تیری محفل سے میں ہی جان لیچلا شوق نگارہ مجھے جب سوے جانا لیچلا مہربا کہنے کو میرے سامنے آئی اجل ابرو و مرگان جانان دیکھ کر محفل سے میں سرسر و رنج و تمنا بعد مردن بھی ہیں ہاتھ وقت قیامت کر چلا وہ جانے والا صبح وصل

<p>کیا کشش ہے خاک ہو کر کشتگانِ عشق کی مین ازل سے ہوں اسیرِ حلقہ گیسوے یار دل بگڑ تو ہو گئے تیرے ہر ت نادکِ فگن کیا عداوت تجھ کو ہے مجھ سے دل درد آشنا یہ ملاحظہ فرمادی میں مجھے جو شہرِ جہن بزرگِ اشتفاق کو اپنے بہت ہی ناز تھا</p>	<p>محبولِ قاتل خود سوے گورِ غریبان لیچلا تو مجھے جوشِ جنون کیوں سوی زمان لیچلا تیرے کو چہ سے میں اک جان پراران لیچلا کو چہ قاتل میں کیوں اد دشمن جان لیچلا ایکون میں یاؤں کے خاں نیلان لیچلا اک جھلک دکھلا کے وہ بت دین ایمان لیچلا</p>
<p>محرملِ مشنِ منجونِ مقطوع اوتے آنے سے مقاصد ہوئے حاصل کیا کیا غیر کو اوسنے کیا قتل تو اشد رے رشک ہاے یل نے کسی روز نہ آواز سنی اکینِ قصبوں سے اشار و نہیں کسی نے باتیں ضعف سے کو چہ جانان میں پونچا ہو محال دل نہ ہی تو نے کسی کی بھی نہ کی ادھالم ایکے وہ شوخ چلا دل تو نہ دیکھا پھر کر ایک بھی آپ کی صورت کے مشابہ نہوا تیرا دامن نہوا خون سے رنگین قاتل چرے کے توار کے دیدے کے کیا ہے گھائل چرٹم کے منصور نے سولی پہ کیا حق ثابت دل جلانے کے طریقے اونھیں سکھائے ہیں</p>	<p>فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن آج خوش خوش نظر آتا ہے مراد ل کیا کیا میرے پہلو میں تو پتا ہے مراد ل کیا کیا شور کرتی رہی مجھوں کی سلاسل کیا کیا تیرے پتے رہے مجھ پر سرِ محفل کیا کیا مجھ کو تر ساقی ہے یہ دوری منزل کیا کیا تیرے کو چہ میں تر پتے رہی بیدل کیا کیا میں تر پتا ہی رہا صورتِ لبس کیا کیا خلقِ دنیا میں ہوئے حورِ شام کیا کیا رنگ لائے ہیں تری تیغ کو بس کیا کیا تو نے تو پایا ہے ناحق مجھے قاتل کیا کیا سٹ گئے اہلِ جہان دعویٰ باطل کیا کیا شیع نے ظلم کیے ہیں سرِ محفل کیا کیا</p>

دامن صبر نہ چھوٹا مرے ہاتھوں سے کبھی

دقتیں سامنے آئیں دم مشکل کیا کیا

عشق سے مر کے بھی بیچا نہ چھٹا اور اشفاق

آئے ہیں قبر میں بھی حور شمع ل کیا کیا

بحر مل شمن محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

جوش افزا ہے جنون ہر طرز ہے فریاد کا
پوچھتے ہو حال کیا اس خاندان برباد کا
چاک کر ڈالا جگر چرخ ستم ایجاب کا
لاش کے ٹکڑے سرِ قتل اڑاؤ بعد قتل
مضطرب ہو کر کلیجہ تھام لین باقی جو رہ
مرنے والے جا کے منزل پہنچتے ہیں غم زور
گر یہاں درد افزا نالہاں صبر سوز
جب نزاکت سے نہ اٹھی تیغِ بزدان قتل پر
قید سے چھوٹے گا دیوانہ تو یوں ہو گی خوشی
آتشِ فرقت نے خاکِ ستر کیا مدت ہوئی
اب خدا را توڑا ہے جوشِ جنون زنجیر کو
کچھ اثر ہوتا نہیں صیاد کے دل پر کبھی
سموت آ اور جلد اکب تک اسیرِ دل ہی
بیعت پر یمنان جب شیخ کو حاصل ہوئی
آبلون سے یا نون کے جاری ہوا خون سیہ

اب خدا حافظ ہے تیرے خاندان برباد کا
خاک ہو کر مٹ گیا لاشہ دلِ ناشاد کا
کیا کلیجہ ہے مری حسرت بھری فریاد کا
شوق تو باقی نہ رہ جائی تمھیں بیداد کا
گر تڑپنا دیکھ لین میرے دلِ ناشاد کا
راستہ بے خطر ملتا ہے عدم آباد کا
مشغلہ دن رات ہے بس یہ دلِ ناشاد کا
ویدنی تھا متغفل چہرہ مرے جلا د کا
نالہ زنجیرِ غل ہو گا سبسا رکباد کا
حال اب کیا پوچھتے ہو تم دلِ ناشاد کا
منتظر کب تک رہو نین قیدین سعاد کا
بے اثر نالہ ہے کیا بلبلِ ناشاد کا
روز افزون ظلم ہے اب اس ستم ایجاب کا
شورِ ندون میں ہوا ہر سو ببار کباد کا
خارِ صحر اچھوٹا کشتہ ہو گیا فصا د کا

خواہش نظارہ بین کیوں غش نہ ہو جائے کلیم
من تراتی تھا ظلامہ آپ کے ارشاد کا

کیا کہیں آشفاق کس مشکل میں ہیں میرات دن
عشق جب سے ہو گیا ہے اک ستم ایجاب کا

فا علان فاعلان فاعلان فاعلان

بحر مل ثمن محذوف

ر شک سے دشمن ہمارا آسمان ہو جائے گا
جب شباب آئے گا تو جان جہان ہو جائے گا
ایک ادنیٰ شخص سیر ارازدان ہو جائے گا
ذرہ آہ رسا برق تیان ہو جائے گا
موجزن دریا ان آنکھوں سرطان ہو جائے گا
ایک دن گلزار پامال خزان ہو جائے گا
خوف یہ ہے وہ ترکہ و زبانی ہو جائے گا
ہاتھ تیرا اور بھی قاتل روان ہو جائے گا
تیرا احسان مجھ پر اوپر پیرسان ہو جائے گا
رعب اونکے حسن کا مہر دہان ہو جائے گا
دل ہمارا اندر چشم خوفشان ہو جائے گا
شمع روشن قبر میں ہر استخوان ہو جائے گا

گر کبھی قسمت سے وہ گل نہر بان ہو جائے گا
خرو سالی میں ہمیں عاشق تھے کب تھی یہ خبر
حال دل قاصد سے میں آمدوں مگر شکل یہ ہے
خاک اڑاؤ گا جو وحشت میں ہے گا آسمان
ضبط کرتا ہوں ابھی لیکن جو رویا ہجر میں
فصل گل پر بلبلو لازم نہیں اتنا غرور
ہماتے تیرے نہ اُسکا نام لون کا نا صحا
یونہی گر تجھ کو رہی گی کچھ دنوں عشق ستم
جام دیدے میکے کی خیرائی ہے ہمار
ہم گئے تھے حال دل کہنے یہ کب معلوم تھا
ہجر میں اب اشک غوفی سے ہوا معلوم یہ
سوز الفت سے ہمیں بعد فنا امید ہے

ہجر میں آشفاق رنج و درد اب رہتا ہیں پس

جھکوا راحت ہو گی جب وہ میہمان ہو جائے گا

فا علان فاعلان فاعلان فاعلان

بحر مل ثمن محذوف

ساتھ لائے تھے جسے وہ ہم سے چھٹ کر رہ گیا
 رعب اُنکے حسن کا وہ تھانہ کہنے پائے کچھ
 حسن تیرا کس قدر دلکش ہے اور آنکس نہ
 دل کی بیٹابی سے اُجھن ہے کہ اُسے کیا جواب
 ہے نگاہِ نازاؤنکی پا کہ برجھی کی اتنی
 آج ناصح کو ستائیں مین نے باتیں صاف صاف
 عمر بھر چھوٹا نہ اوسکی زلف کے پھندے دل
 توڑ ڈالا ہے جنون کے زور میں زنجیر کو
 مین نہ پہونچا کو چہ دلدار تک اندر سے ضعف
 دیکے خطایوں اشتیاق دید میں پہونچا وہاں
 دیکھ کر ترجھی نگاہوں سے وہ ظالم چل دیا
 کب جلا ہے آتش سوزِ درون سے دل مرا
 شوق نے بٹھلا دیا ہے المدد امر شوق دید

دل تری محفل میں اپنا افسو نگر رہ گیا
 مدعاے دل ہمارے لب پہ آکر رہ گیا
 جس نے دیکھا تجھ کو وہ حیران و شمشیر رہ گیا
 اپنا قاصد بھی وہاں افسوس جا کر رہ گیا
 جس کو اوس ظالم نے دیکھا وہ ٹڑپ کر رہ گیا
 کچھ نہ بولا ہر کا سا گھونٹ پیکر رہ گیا
 پاؤں قیمت کا مری کیسا اُلجھ کر رہ گیا
 پاؤں میں میرے نقطاب ایک چکر رہ گیا
 بارہا اُٹھ کر چلا کچھ دور چکر رہ گیا
 تجھے پیچھے دس قدم میرا کبوتر رہ گیا
 دل دکھانے کے لیے سینہ میں نشتر رہ گیا
 رکھے برسوں آگ میں زندہ سمندر رہ گیا
 سنتے ہیں بس دو قدم اب کوئی دہر رہ گیا

جلوہ اوس کا دیکھا اسفاق حیرت ہے مجھے
 کس طرح ناصح کا قابو اپنے دہر رہ گیا

غزل در قافیہ مخمر

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

ہوتے ہوئے میری مر احسان خنجر رہ گیا
 زخم کے پردے میں چھپ کر اُس کا خنجر رہ گیا

بجھ کر مل شبنم مخدوٹ

خنجر گزری آج بازو سے سنگر رہ گیا
 بے گنہ کو قتل کر کے منہ دکھانا تھا محال

<p>سخت جانی کا بُرا ہو کج وقتِ امتحان ہوں وہ باہمت تڑپ کر لاش کتنی ہے مری سخت جانی کی ملک کو بے گنا ہی آگئی جب تری ترچھی نگہ نے کر دیا جھکوٹھیں باطرہ میرے خون کی دھاروں نے رکھی بجز قتل القتِ ابرو نے مقتل میں یہ دکھلایا اثر</p>	<p>ہاتھ قاتل کا چلاب مڑ کے خنجر رہ گیا جیت گردن پر مری احسان خنجر رہ گیا ہاتھ قاتل کاڑ کا اور کھینچے خنجر رہ گیا دل میں خود شرا کے قاتل تیرا خنجر رہ گیا ہو کے جب بے آب قتل میں وہ خنجر رہ گیا بن کے محراب دعا قاتل کا خنجر رہ گیا</p>
--	--

غیظ میں آشفاق جب قاتل بڑھا میری طرف
گیٹنا ہی سے مری تھرا کے خنجر رہ گیا

<p>مفا عیلمن مفا عیلمن مفا عیلمن مفا عیلمن نہ اب میں ساتھ چھوڑوں گا کبھی ملان قاتل کا مگر اک بڑھکیا احسان سر پہ تیغ قاتل کا تڑپنا دیکھنے دم بھر ٹھہر کر اپنے بسمل کا تھمارے ہجر کا صدمہ جو ہے وہ دردِ دل کا اٹھایا بھوک لکڑا کدن نہ پردہ تو نے محل کا دگرگون حال دم بھڑپن ہو اہو ساری محفل کا پتہ پایا کسی نے بھی نہ اس دریا کے ساحل کا نہ توڑ و آسرا اس طور سے تم اپنے سائل کا جہان میں شور ہے ہر چار سو میری ہلاکت کا اگر دیکھانہ ہو تم نے تاشار قص بسمل کا</p>	<p>بحر ہرج منہن سالم زبان حال سے کہتا ہے بہ کر خون بسمل کا ہوئیں سب مشکین آسان میری قتل ہوؤں سے اگا کر تیغ مقتل سے کمان جاتا ہوا ظالم مرض اپنا بتاؤں کیا تھیں تم خود ہی واقف ہو نکالی حسرت دیدار مجنون کی نہ اے لیلی جرے اک جلوہ سے ساتی نہیں ہر ہوش میں کوئی ہزاروں مر گئے گوڈوب کر بحرِ محبت میں جھڑکتے ہو خفا ہو کر سوال وصل پر تاق یہ آواز جس ہرگز نہیں ہے قافلے والو شبِ فرقت میں اگر دیکھ لو بیٹا بیان میری</p>
---	---

ہمارے خون نے کیا بڑھایا اُسکی زینت کو | گل خوش رنگ ہر جوہرِ ناشمشیرِ قاتل کا

نگاہیں بے طرح پڑتی ہیں اُس ترکِ ستگر کی
خدا ہی اب بچانے والا ہے آشفاق کے دل کا

فا علالتن فعلالتن فعلالتن فعلالتن

بجرِ شمنِ مخجونِ مقطوع

دل دم نزع بھر آنا ہے غمخواروں کا
منہ برستا ہے مری جسم پہ انگاروں کا
جرم ثابت نہیں کرتے وہ گنگا دھن کا
عشق ہوتا ہے مرے دلوں کا گاروں کا
پھر تو حافظ ہے خدا شہر کی دیواروں کا
میں تو کیا حال ہے اب مری غمخواروں کا
سلسلہ شیم نے گویا تھکا دیا تاروں کا
یہ کلیجہ ہے فقط تیرے دھاروں کا
کبھی پڑ جائے جو سایہ تری دیواروں کا
دم اُٹھتا ہے بہت تازہ گرفتاروں کا
مجھ پر احسان ہے قاتل تری سونواروں کا

اب یہ ہے حال تیرے ہجر کے بیاروں کا
آہ سوزان جو پلٹ آتی ہو ناکام کبھی
قتل کا حکم دیے دیتے ہیں اسد رے ظلم
تازہ انداز پہ مڑتا ہوں قیامت دیکھو
شب ہجران میں اگر اشک مری کی جھلکے
ہائے اب دردِ جدائی میں یہ حالت ہری
حیف اب بھی وہ مری حال کی ناواقف ہیں
تیرے تیر چلین اُن زبان سے نکلیے
دب کے مر جاؤں وہ ہر ضعف مجھ کو قاتل
رحم کرتا نہیں کچھ حال پہ اُنکے صیاد
رنگے دلیں مری سیری تسلی کے لیے

جب سے اوس گل کا مجھے عشق ہوا ہے آشفاق

رنگ بھاتا نہیں دلوں کے گلزاروں کا

فا علالتن فعلالتن فعلالتن فعلالتن

بجرِ شمنِ مخجونِ مقطوع

یہ کلیجہ ہے محبت میں وفاداروں کا

رات دن ظلم بھاتے ہیں ستکاروں کا

<p>ہے یہ مجمع مرے یوسف کے خریداروں کا یاس و غم درد و الم پھرین مونس ہیں مری الم عشق صنم زلفت کے سودائی کو کیا قیامت ہے وہ اپنا اُسی شکوہ سمجھیں دل میں ہی درد کلبجہ بین جلن سینہ نگار</p>	<p>راستہ بند ہوا شہر کے بانہ ارون کا جنگسار ہتا ہے ہر وقت نہیں چارون کا نطفہ لجا کے بیابانین کس ارون کا ہم کرین ذکر جو دنیا کے سمکاروں کا کردیا عشق نے پتلا مجھے آزادوں کا</p>
<p>روز کو چہ بین لگا رہتا ہی میلہ آشفاق حصر ممکن نہیں اب اُنکے طلبگاروں کا</p>	
<p>بجز رمل شمن بخون قطع وہ مرا پوچھنا حال دلِ سوزان دیکھا کر کے الفت نہ کبھی وصل کا سامان دیکھا چاہنے والوں سے کہنختی ہے سدا مقل بین کیا تعجب ہے جو ہو جائے اسے شادی برگ کس قدر شوق میں نکلا ہے مری گردن سے آپ بھی پینے لگے ساغرے لے لے کر کون اضون ہے تا آنکھوں میں او آئندہ رو</p>	<p>فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلت اُمت وہ کہتا ترا منہ پیر کے ہان ہان لکھا اپنا نہان تجھی کو شبِ حیران دیکھا تبع قاتل میں یہ اک جو ہر نہان دیکھا دل مشتاق نے گر جلوہ جاناں دیکھا خون نے میرے جو قاتل ترا واماں دیکھا شیخ صاحب اثرِ حفصیل رندان دیکھا ایک عالم کو ترے عشق میں حیران دیکھا</p>
<p>عیش و عشرت تو ہے آشفاق سدا غیر دن کو اپنے دل سے نہ نکلتے کوئی ارمان دیکھا</p>	
<p>بجز رمل شمن بخون قطع تجھ کو جس روز سے اے گیسوی جاناں دیکھا</p>	<p>فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلت دل نے پھر خواب بھی دیکھا تو پریشان دیکھا</p>

<p>دل کو جلتا ہوا سینے میں جو دیکھا تو کسا ساقیا ہم ہیں وہ میخوار کہ تو بہ توڑی بے گناہوں کا سدا خون کیا ہے تو نے ہو گئی مجھ پر بلائے شب ہجران نازل ہوک اٹھتی تھی کیلے میں تو دل جلتا تھا ہاے اوس رات کی آنکھن کو بتاؤں کیونکر</p>	<p>آج ہنسنے بھی چہ رخ تہ و اماں دیکھا ابرا دھتے ہوئے جب سوے گلستان دیکھا پھر بھی قاتل نہ کبھی تھک کر پشیمان دیکھا خواب میں زلف کو جب انکی پریشان دیکھا کونسا رنج نہ ہم نے شب ہجران دیکھا خواب میں تھک کر جب اکیسویں جہان دیکھا</p>
--	--

مجھ پر احسان سکندر نہواے آشفاق
دل شفاف بین میں نے رخ جانان دیکھا

بحر مل شمن مخدوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
<p>بنکے بت دیو کا دیا ہے اصل پر تصویر کا دل بہل جائے گھڑی بھر عاشق و لگیر کا نرور کچھ چلتا نہیں انسان کی تدبیر کا ناصحا تیری نصیحت کام آسکتی نہیں پھر افر دیکھیں نہیں ہوتا ہے دل پر آپ کے دیکھ کر جلتے ہوئے پروانوں کو رحم آگیا مانی و بیزاد کی بھریم خوشامد کیوں کریں پاس جو آیا مرے وہ قید ہو کر رہ گیا سامنے تم نزع میں آئے میں اچھا ہو گیا عمر بھر سودا رہا اوس زلف مشکین کا مجھے</p>	<p>آج مانی بھی ہوا قاتل تری تدبیر کا اسکو مل جائے جو اُنکے تری تصویر کا پیش آتا ہے وہی لکھا ہے ہو تقدیر کا ہے ازل سے عشق مجھ کو اوس بت پریر کا نالہ پر درد سنیے تو کسی د لگیر کا ہاتھ محفل میں بڑھا ہے شمع پر گلگیر کا صفحہ دل پر ہے عالم یار کی تصویر کا اس قدر پر درد ہے حلقہ مرئی نغیر کا شربت دیدار میں دیکھا اثر اکسیر کا باؤں اس چکر سے کب نکلا مرئی تقدیر کا</p>

جھکو و اعطاد ہکیان دیتا ہے کیوں ہر وقت تو جب سے الفت ہو گئی ہے ایک کس نے مجھے سخت جان تیرے مرین گے قتلگہ میں بہر کہ حشر میں اے شان رحمت بے گنہ شرا نیکی کیوں مقابل سخت جانوں کے ہوئی چھا ہوا ہے جنوں میں بھی مری بالا بلندی دیدنی	بخشنے والا ہے وہ غفار ہر تقصیر کا ظلم مجھ پر ہر گھڑی ہے آسمان پر کا پہلے دم توڑیں گے او قاتل تری شمشیر کا جب گھٹے کا عفو سے پلہ مری تقصیر کا شرم سے سر جھک گیا قاتل تری شمشیر کا عرش تک جانے لگا نالہ مری زنجیر کا
--	---

اب کسی بت کی نہ الفت ہو کبھی آشفاق کو
عشق ہو دل میں اٹھی احمد و شبیر کا

بجز رمل شمن محذوف	فا علان فاعل علان فاعل علان فاعل علان
جب مہیا عیش کا سب ساز و سامان ہو گیا آج سنتے ہیں کہ وہ غیروں کا مہمان ہو گیا خون نے میرے بنائے اسطرح نقش و نگار کس طرح ہو میرے سینہ سودہ اے قاتل جدا صفت دست جنوں کا زور کچھ چلتا نہیں الہ الدیدی مبارکباد و حشت نے مجھے سرخ ہیں رخسار قاتل کے مثال نگ گل داغماے دل ہرے سب ہو گئی برسات میں پیرہن تن پر نہیں ہے غول طفلان ساتھ ہے فائدہ پہنچانہ مجھ کو کچھ نصیحت سے تیری	گھر سے بہتر رو سف مصری کو زندان ہو گیا لو ہمارے مرنے کا بے موت سامان ہو گیا دامن قاتل بھی اب رشک گلستان ہو گیا تیرے جو تو نے لگا یاد دل کا ابرمان ہو گیا طوق آہن مجھ کو و حشت میں گریبان ہو گیا دل مرا جدم اسیر زلف جانان ہو گیا حسن افزا دیکھو خون شہیدان ہو گیا جب بہار آئی مری و حشت کا سامان ہو گیا حال یہ اب اے جنوں فتنہ سامان ہو گیا کہتے کہتے ناصحا تو خود پریشان ہو گیا

اجنہ ترے تیرنگاہ ناز کی دل روزیاں توڑ کر سینہ کو میرے دل میں مہمان ہو گیا

حکم سے اک بت کے ای آشفاق ہم خاموش تھے

ہو جبر الشکون کا ظہر راز پنہان ہو گیا

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

بحر نرجس متن سالم

کبھی ممکن نہیں بکھنا ہماری شمع مرقن کا
جو میرے ہاتھ میں آجائے گوشہ اسکا دامن کا
شب تاریک میں دیکھا ہے عالم روز روشن کا
ترقی پر تصور ہے کیسے روئے روشن کا
گریبان میں ہے پیند ہو کر اوسکے دامن کا
مہینہ سال بھر کے بعد پھر آیا ہے ساون کا
خیال آتا ہے جھلکوں گھڑی اُس گل کے دامن کا
نشان بھی مٹ گیا جب باغ میں میری نشیمن کا
نرالا شعبہ ہے یہ تھاری چشم پر فن کا
اسے اک تار ملجا تا جو ناصح اوسکے دامن کا
کسی صورت پہٹرائے سے نہ چھوٹاؤن اس کا
خزان کے آتے ہی کیا اوڑا ہے نگلش کا
نہیں ممکن بچے تاکا ہوا اس چشم پر فن کا

تصور مر کے بھی ہے دلمین اسکے روی روشن کا
جنون میں فخر حاصل ہو مجھے خلوت نشیمن پر
اسکی زلف پر افشان کا نظارہ ہوا جس کو
چراغ طور بن کر سینہ میں جلتا ہے دل ہر دم
ابھی دست جنون بیکار ہو یہ دور ہو سودا
چھکارے ساقیاں تیر دن کو ترسانا نہیں اچھا
اوڑتا ہے مرادست جنون پرزے گریبان کے
چھڑا یا پناہ حیدر سے اوس وقت قسمت نے
جیسے دیکھا مگاہ ناز سے دل لے لیا اوس کا
روز پھر سینہ صد چاک کو دست جنون کرتا
گریبان گیر کتے میں اسکو دیکھ لے قاتل
نہ چھوٹوں کا پتہ ہے اور نہ تو مہین ہے شادابی
کیا تیرنگاہ ناز نے زخمی مرے دل کو

جنون میں پیر بن آشفاق پر زری ہو گیا تن پر

بھر دسہ اب ہمیں باقی ہے پس صحر کے دامن کا

بحر مضارع مشن اُخرب مکفوف مخذوف
 جس کی طرف حضور کا تیر نظر گیا
 اوسنے دیا نہ حیف کسی کا جواب کچھ
 پھر ہوش عمر بھر اوسے آیا نہ ایک دن
 سر میر اندر ہو گیا قاتل کی تیغ کے
 لہر اقدوم مرا نہ کہیں ایک جا کبھی
 مقتل میں میں تڑپ کے یہ کتابوں بار بار
 دو دلوں یہ ایک ساتھ گئے تیرے عشق میں
 صورت نہ آج تک مجھے دکھائی پھر کبھی
 میں اپنی سخت جانی پہ رویا ہوں اس قدر
 پہونچا میں جگرے میں ارادہ حرم کا تھا
 مشکل ہے اوسکا چھوٹا قاتل یہ جان لے
 تکلیف اوسکی تیغ کو میں نہ دی ذرا

مفعول فاعلات مفاعیل فاع لن
 کچھ بھی ہوئی نہ دیروہ بہوت سر گیا
 سو بار نامہ لیکے مرا نامہ بر گیا
 ساتی کے پاس سے جو گیا بے خبر گیا
 اچھا ہوا کہ روز کا اب در در سر گیا
 جوش جنون میں میں ادھر آیا ادھر گیا
 بسمل مجھے بنا کے قاتل کدھر گیا
 دل زلف پر گیا تو جگر آنکھ پر گیا
 دل میرا چین کردہ تنہا کدھر گیا
 مقتل میں اوسکی تیغ کا پانی اوتھر گیا
 اُس بجو دی کدھر کھولا تھا کدھر گیا
 جو خون بے گناہ کا دامن میں بھر گیا
 ترجیحی نگاہ دیکھ کے قاتل کی مر گیا

حالت شب فراق کی آشفاق کیا کہوں
 ادھی ہے دلمیں نہیں جو در در جگر گیا

بحر ہزج مسدس مخذوف

کیے ہیں ظلم اودینہ د کیا کیا
 ترے سودا یوں سے شہر چھوٹے
 ترے دیدار کو اوچھپنے والے

مفاعیلین مفاعیلین فعلن

عناد کرتے ہیں فریاد کیا کیا
 بیابان ہو گئے آباد کیا کیا
 ترستا ہے دلِ ناشاد کیا کیا

<p>جلایا ہے ستایا ہے ہمیشہ تھاری زلف کے قیدی نہ چھوٹے کبھی شکوہ نہ لایا میں زبان پر مٹانا عاشقوں کا تھا جو منظور کیسی شوخیوں کو یاد کر کے مراد دل چھین کر وہ لیجلا جب کیا جب قتل اوس قاتل نے مجھ کو ترسی محشر خرامی سے سنگر نہ سمجھا عشق کا انجام اب تک بھاتی ہے زمانے کے دلوں کو</p>	<p>کروں میں ظلم اوس کے یاد کیا کیا تڑپتے ہی رہے ناشاد کیا کیا ہوئی فچھر ترسی بیدار کیا کیا ستم تو نے کیے ایسا کیا کیا تڑپتا ہے دل ناشاد کیا کیا تڑپ کر میں نے کی فریاد کیا کیا عدو نے دی مبارکباد کیا کیا ہزاروں گھر ہوے برباد کیا کیا ہوئی دلپر مرے بیدار کیا کیا بہارِ عالم ایسا کیا کیا</p>
<p>نہ رحم آیا مرے قاتل کو اشفاق نہ خنجر بھی کی فریاد کیا کیا</p>	
<p>بحرِ لبِ شبنمِ مخبونِ مخدوف حکم ہے اس بات کا خوش وہ ستم آرا ہوا ہے یہ افسوس سچا سے مداد اہوا کوئی بسل ہے سکتا ہے کوئی اوقا تل لب جان بخش کی تاثیر نہ دیکھی ہم نے ہم تڑپتے ہی رہے درِ وجدانی میں سدا حسن اس طور کا دلکش نہیں دیکھا ہم نے</p>	<p>فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن آج ہم بچکے مرنے سے یہ اچھا ہوا درد میرے دل ناشاد کا اچھا ہوا دیدنی کب ترے کوچے میں قاشا ہوا کوئی بیمار مسیحا ترا اچھا ہوا وصل حاصل کبھی تیرا ستم آرا ہوا کوئی نسا دل ہے جسے عشق تمھارا ہوا</p>

<p>آج تک مجھ سا کوئی باد یہ پیدا نہوا در دہے کون جو دل میں مری پیدا نہوا نگر افسوس کبھی ذکر ہمارا نہوا دل بیتاب کو اتنا بھی سہارا نہوا در وقت میں کبھی غیہ کا حصا نہوا</p>	<p>وحشتِ دل لیے پھرتی ہے مجھے عالم میں نئے انداز سے وہ روز ستاتے ہیں مجھے باتیں ہر طور کی ہوتی ہیں ترمی محفل میں وعدہ جھوٹا ہی کبھی وصل کا وہ کر لیتے دولتِ وصل نہ ہاتھ آئی مجھے دنیا میں</p>
<p>کیا گلہ یار سے پھر ظلم و ستم کا اشتقاق عشق میں دل ہی طرفدار ہمارا نہوا</p>	<p>بھرنے ج شمن سالم</p>
<p>مفا عیلمن مفا عیلمن مفا عیلمن مفا عیلمن وہ میرا بے بسی میں آہ مصروف بگا ہونا وہ پھر اوسکا ترپنا اور دردِ دل سوا ہونا مجھے ہرگز نہیں منظور ممنون دعا ہونا جو تم چاہو تو کیا ممکن نہیں مجھ کو شفا ہونا قیامت کے ادھر سگر نہیں سکھانا ہونا قیامت کا سماں تمہارے کاتن سے جدا ہونا اکیسے عشق میں ای دردِ دل تو لا دوا ہونا اکیسے تیر کا جھکے مرے دل سے جدا ہونا ترے ناکہ کو کیسے آگیا درد آشنا ہونا ہر حال میں دل پر ہر دم گھبراہٹ ہونا مریں عشق کو نگرہ ہونا</p>	<p>وہ صبح وصل اور گامیری پہلو سے جدا ہونا مریضِ غم کی بالین سے وہ علی کی کا جیرا ہونا بددائے جذبِ دل وہ گھر سے کھینچ کر آئین مریضِ عشق ہوں میں اور تم رشکِ مسیحا ہو کیا پہلے تو وعدہ وصل کا پھر منسکے فرمایا ہو میں کی بارگی اعضا کی ساری تو میں نکال کر مسیحا کا ہونے پاؤں میں شرمندہ احسان ترپ جاتا ہوں اب بھی جھک جوم یاد آتا ہی نہ نکلا میرے پہلو سے رہا میری تسنی کو نہ آیا رحمِ دل میں آپ کے آیا تو یہ آیا عبت تکلیف ہی تکلیف ہوگی چارہ سازی سے</p>

ہمیشہ گالیان دیتے ہوں تم اغیار کے آگے میں توڑوں آہنی زنجیر کو اب دم اٹھتا ہے ہر اک قیری جہان سعاد گزری چھوٹ جاتا ہے نہ اٹھتا ہاتھ اور نگاہیں مری قیری سے اوی نے دی ہیں ہم کو تو تین صبر و تحمل کی	ستم ہونا ہی آفت تھا پھر اس سپر ملا ہونا مرد اسے ہر شے بدشت اور بھی کچھ تو سوا ہونا اسپر زلف کا نیوہ نہیں ممکن رہا ہونا مرے کام آگیا اسے درد دل تیرا سوا ہونا لکھا یا جسے تجھ کو بانی جو روح جفا ہونا
---	--

خدا کی شان ہے استفاق مرنے دیکھ کر ہمو

ہمارے واسطے اوس بہت کامصروف دعا ہونا

بحر مل مٹن محذوف	فا علالتن فا علالتن فا علالتن فاعلن
اننگا کرین جو اک عالم میں رسوا ہو گیا کیوں پھنسا یا گیسو و زمین دل جو سو دا ہو گیا دل اور دھڑکھائل ہوا تیرنگا و تاز سے سامنے جہتک رہا وہ بھگوراحت تھی نصیب کم قیامت سے میں سمجھن کیوں تری رفتار کو مر گیا اور جدائی سے تڑپ کر جب کوئی جب دل پر سوز سے اوٹھا شب غم میں ہولان سونس غامی فرقت میں کمان ہر کوئی اب آہ کتنی ہے زبان حال سے دل جل گیا	حسن کا ظالم ترے دنیا میں شہرا ہو گیا بیٹھے ٹھٹھالے تمھیں اشفاق یہ کیا ہو گیا تیغ ابرو سے اور زخمی کٹیج ہو گیا اوسکا جانا تھا کہ دل میں درد پیدا ہو گیا دو قدم جب تو چلا اک شہر بربا ہو گیا ہنس کے وہ بولے کہ اک بیمار اچھا ہو گیا آسمان زیر فلک ایک اور پیدا ہو گیا دل بھی اپنا اب نہیں ہے وہ بھی نکلا ہو گیا اک چراغ آرزو تھا وہ بھی ٹھنڈا ہو گیا

حیرت افزا حسن نے اشفاق کو اس شوخ کا

آنکھ اوٹھا کر جینے دیکھا اوس کو سکتا ہو گیا

<p>بجز دل دشمن مخدوف</p>	<p>فا علالتن فاعلالتن فاعلالتن فاعلالتن</p>
<p>تیرے بسمل کا سنگ آج یہ عالم ہوا خاک اوڑتی ہے چین میں ہر گل ترزدہ ہے آرزوئین سب سادین یاس نے جدم ہی سوز ہجران سے یہ دو وزن جلکے خاکستر ہوئے تیر قاتل نے لگایا دوسرا لہرے ظلم بال نہیں سرکے پریشان اور ہے چہرہ او اس تیغ عربان لیکے ہر سیر جب نکلا وہ شوخ رنج فرقت میں بنا ہے وہ ہے مہمان رقیب اسد اسد بارش تیر ستم کی شوخیان</p>	<p>پہلے وہ کچھ دیر تڑپا اور پھر بید ہوا سو سم گل کا نذران میں اسطرح سے غم ہوا عمر بھر تڑپا دل بیتاب ایسا غم ہوا دل جگر کا عشق میں بس ایک ہی عالم ہوا جس گھڑی مجھ نیم بسمل کا تڑپنا کم ہوا مرگ دشمن کا اور نصین افسوس ایسا غم ہوا کس غضب کی تھی اداقتول اک عالم ہوا وامی قسمت اب یہ ہکو اور غم میں غم ہوا زخمون سے چھلنی ہمارا سینہ پر غم ہوا</p>
<p>پادش رخسار جہان دیکھیے اشفاق جب</p>	<p>خشک ہر آنسو ہمارا صورتِ شبنم ہوا</p>
<p>رویت باے موحده</p>	<p></p>
<p>بجز دل سدس مخدوف</p>	<p>فا علالتن فاعلالتن فاعلالتن فاعلالتن</p>
<p>دیکھ لے یہ بھی دلِ ناشاد اب وہ فقط میرے ستانے کے لیے ظلم کی حد ہو گئی گھبرا گئے پہلے جب سو نچا بد تو انجام عشق تنگ آکر سر دیے دیتے ہیں ہم صبح ہونے کو ہے شب روتے کئی</p>	<p>صبر کر کچھ دن نہ کر فریاد اب ظلم کرتے ہیں نچا ایجا د اب رحم کر چرخِ ستم ایجا د اب کیون تڑپتا ہے دلِ ناشاد اب کرتے ہیں یوں خاطرِ جلا د اب سوئے دے دم بھر دلِ ناشاد اب</p>

<p>پھر دیران ہو آباد اب رات دن کرتا ہر آن تھکوا داب</p>	<p>پھر ہے یاس و تنہا مہسان خود فراموشی مرے کام آگئی</p>
<p>ہم نہ تھے آشفاقِ واقفِ عشق سے سر پڑی ہے یہ نئی کشتِ ادب</p>	<p>بحرِ مضارعِ شمعِ اُخربِ کفوفِ محزونہ افشان کی یاد میں مجھے آیا قرار کب آئینہ گاہ اپنے وعدے پہ دیکھیں وہ یار کب مجھے ہوا وہ بزمِ جہان میں دو چار کب آنکھوں سے خون ہو کے بے ہن دل جگر واسن اوٹھا کے چلتے ہیں اب آپ کیلئے قاتل کی شکل دکھ کے سر کو جھکا دیا دستِ خیال کا ہے یہ احسانِ عشق میں سر سبزی چمن پر نہ اتنا غرور کر اشدری ڈھٹائی وہ ایفا وعدہ پر آئینہ سان وہ مجھے مکر رہا کیے ساتی کے ایک جلوے نے نہ ہوش کر دیا ہو نچا تڑپ کے ہجر میں اوس بی وفا کی یاس</p>
<p>بے دل لیے ہوئے کبھی بوسہ نہ دینے لکھو آشفاق ایسا ہے اوغینِ اعتبار کب</p>	

بحرِ رملِ شمنِ مقصور

آئینہ کتا ہے دیکر روئے انور کا جواب
 مہر و مہ کیا دیکھیں گے روی انور کا جواب
 تم کبھی مانگو جو اپنے روئے انور کا جواب
 دانہ مشکِ ختن کو خالی رخبرِ رشک بہت
 مضطرب ہو کر جو شوق دیدین لکھن گناظ
 جسم دو ٹکڑے ہوا قاتلِ سرِ مقل میرا
 سامنے آئینہ آیا صاف ظاہر ہو گیا
 عشقِ جانان میں سمجھتے تھے ہولی مٹی خراب
 اوسنے زلفیں کھول دی ہیں حشر کے میدانِ تین
 بستے ہیں اعضا و تن ہو جائینگے گویا وہاں
 سب ہنسن گئے عمر بھر تیرا تڑپنا ہے محال
 اونکو بیکتا کی کا دعویٰ تھا جو دیکھا آئینہ
 آپ کا قد ہے درازی قیامت کی مثال
 آج ہی لکھے ہیں اوسنے سیکڑوں خطا غیر کو
 ہجر میں اک نازنین کے ضعف سے یہ حال ہے
 ہاتھ پر سیاب رکھ کر منس کے کتا ہے وہ شوخ
 بھاڑ کر خط کو مرے قاصد سے یہ کہتے ہیں وہ
 اونکے ابرو کے اشارے کتنے ہیں آشفات سے

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

وینے والے دے ہی دیتے ہیں برابر کا جواب
 غیر ممکن ہے کہ ہو خورشیدِ محشر کا جواب
 بد گھر شرم سے ہو جائے اختر کا جواب
 ہے شمیم زلفِ جانان یوے عنبر کا جواب
 نامہ لیجانے کو دل ہوگا کبوتر کا جواب
 ہوگا اس سے بڑھ کے کیا تیغ و پیکر کا جواب
 غیر ممکن ہے استمگہ ہر سستہ گھر کا جواب
 مر جیا ہر اشک کا دانہ ہے گوہر کا جواب
 تھا ہی بس ایک لہو ل روزِ محشر کا جواب
 بے دہن و بنگے سوالی روزِ محشر کا جواب
 برقی تابندہ نہ دے تو قلبِ مضطرب کا جواب
 دیدیا خود عکس نے اوسکے برابر کا جواب
 ہے ہمارا نالہ دل شورِ محشر کا جواب
 کیا کرے کوئی نہ تھا میرے مقدر کا جواب
 ہو رہا ہے جسمِ لاختر تارِ لبِ زریں کا جواب
 دیکھ لو یہ ہے تمھارے قلبِ مضطرب کا جواب
 یوں دیا کرتے ہیں دیکھو ایسے دفتر کا جواب
 کون ہے جو مے سکے اس تیز خنجر کا جواب

روایت نامے فوقانی

فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات	بحر رمل شمن مجنون مقصور
چھونک دی تو ہی تجھے سو نہن آجکی رات یا کھلا ہے یہ مرا راز نہن آجکی رات چین سے سوئیگے سب اہل جہان آجکی رات جان و دل لینگے ہی تیر و گمان آجکی رات دلکا ملتا نہیں پہلو میں نشان آجکی رات عشق گیسو مجھے لیجا لے کہاں آجکی رات	ضبط سے لب پہ نہ آئیگی نشان آجکی رات بزم میں شمع کے آنسو ہیں روان آجکی رات شور دیوانہ گیسو کا قصا نے کھویا ہل ہے ابرو پہ غضب کی ہیں نگاہیں اونکی ریخ تنہائی میں اوسے بھی مجھے چھوڑ دیا گھر سے نکلا تو ہوں تاریکی غم میں دیکھوں

میں تو یحییٰ ہیں ہونِ فرقت میں کی آشتی
اور رکتی نہیں نا صبح کی زبان آجکی رات

فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن	بحر رمل شمن مجنون مقطوع
نظر آتی نہیں آرام جگر کی صورت ہو گئے آکے وہ دامن میں گھر کی صورت بے سبب پھر گئے کیوں ہم سے نظر کی صورت میں نے اس نخل میں دیکھی نہ ثمر کی صورت کیا بتاؤں جو ہوئی سیرے جگر کی صورت پر نہ دیکھی شبِ فرقت میں سحر کی صورت دیکھنے پائی نہ فریاد اثر کی صورت دل سے ہلتی ہوئی ہے سیرے جگر کی صورت	پھر گیا جب سے دلِ یار نظر کی صورت اوسکے دانتوں کے تصور میں جو آنسو نکلے کیوں خفا ہو گئے کیا ہننے خطا کی ایجان نالہ دل نہیں ہوتا ہے اثر سے واقف تیر پتھر سے ظلم کے کھا کر ظالم سہتے ہائے تڑپ کر اسی امید میں ہم جب گئی عرش پہ ناکام ہی آئی افسوس ہجر میں یہ بھی پریشان ہے وہ بھی غمگین

نیر کر کھینچے ہو کھینچو مگر پھر لو منھ سے قابل دیدن زخم جگر کی صورت

ہو کے مجبور پلٹ آئے ہم اُس کوچہ سے
جب نہ نکلی کوئی اشفاق گذر کی صورت

بحر مضارع ثمن انخر ب مکتوف مقصور مفعول فاعلاتن مفاعیل فاعلات

رکھا ہے تو نے مجھ کو پریشان تمام رات
آتے ہیں یا دابر دے جانان تمام رات
مین سوز ہجر پار سے جلتا ہوں ات دن
گیسو کی یاد میں جو کبھی نیند آگئی
دیکھا جو سوز ہجر سے جلتے ہوئے مجھے
آتا نہیں ہے وعدے پہ وہ واہ رہی نصیب
تجہ پزیر ہوتا ہے اور شکِ مہر و ماہ
میں پاس اُسکے جانے نہ پایا ہزار حیف
سہم ملانہ ہجر میں اشفاق کوئی اور

سوئے دیا نہ اسے غم جانان تمام رات
چلتے ہیں سر پہ خنجر بڑا ان تمام رات
جلتی ہے صرف شمع شبستان تمام رات
دیکھا کیا میں خواب پریشان تمام رات
گریبان رہی ہے فصیح شبستان تمام رات
تکتے ہیں راہ دیدہ حیران تمام رات
سوج تمام دن سہرتا بان تمام رات
جھکی نہ بائے چشم نگہبان تمام رات
سوئس رہا تصور جانان تمام رات

ردیف ثانی مشلثہ

فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بحر مل مسدس مخدوف

تم چھپاتے ہو رخ زیبِ عبت
جب سمجھتے تھے نہ آئے گا جواب
پاس جب وہ ساقی ہوشِ نہیں
آنکھ کے ملتے ہی دل جاتا رہا

چاہنے والوں سے ہے پردا عبت
نہم ہم نے پار کو بھیجا عبت
کیون نہو پھر سا غو مینا عبت
ہم نے اُس عیار کو دیکھا عبت

مجھ سے تم کہتے ہو یہ قصتا عبث
ہم نے دیکھا وہ رخ زیبا عبث
بہرِ دید اُس گل نے ترسایا عبث
ہو گا اب اسے خستہ تو بر پا عبث
نامہ برنا کام تو آیا عبث

کہتے ہیں سنتا نہیں میں حالِ دل
دل بھی کھویا ہوش بھی جاتے رہے
توڑ لیٹے پھول کیا رخسارِ کر
چالین چلتے ہیں قیامت کی حسین
اس سے بہتر تھا کہ رہ جاتا وہیں

اور تر پائے گا انے آشفاق وہ
حالِ دل اُس شوخ سے کنا عبث

ردیف جیم علی

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل

بحر ہزج مسدس مقصور

نہ آیا وہ بہت بیدارِ خو آج
کہیں گے اُن سے دل کی آرزو آج
ہوئی قاتل کی پوری آرزو آج
بناقی ہے نسیم مشک بو آج
کروں اسے زخمِ دل بچھو رُو آج
نکل جائے یہی اک آرزو آج
پلا دے جام کے بدلے سب آج
تڑپتا کیوں دل بیتاب تو آج
کرو ان کو بھی تم زیبِ گلو آج
نہ آنکھوں سے نکل ای اشک تو آج

کیے ہر چند سجدے چار سو آج
ملا گر ہم کو اذنِ گفتگو آج
تیرے غنچہ ہوا اپنا گلو آج
کھلے ہیں باغِ مین او س گل کے گیسو
ملے اک تار گردا من کا اُس کے
عیادت ہی کو آؤ نزعِ مین تم
خوشی ہو عید کی ساتی مبارک
اگر انجسامِ الفت کل سمجھتا
ہمارے اشکون کے موتی ہیں کیا خوب
کسی کی آبر و محفل میں رکھ لے

شب تاریک ہو آشفاق روشن رے گھر آئے گروہ مشعہ رو آج

مفعول فاعلاتن مفاعیل فاعلات	بجز صناع شمن اخرجہ مکشوف مقصود
اُٹھا ہے آسمان پہ ابرہا ر آج قابو میں کس طرح ہو دل بیقرار آج ڈھانگی اور قہر شب انتظار آج بل کھا رہے ہیں دوش پہ گیسوی یار آج محر دم رہ نہ جائے کوئی بادہ خوار آج باقی رہا نہ کوئی گریبان کا تار آج بیچین دن ہی سے ہے دل بیقرار آج دل کو ہارے آئیگا کیونکر قرار آج	ہاں ساقیا پلا دے مئی خوشگوار آج پہلو سے اُٹھ گیا ہے خفا ہونگے یار آج ہوں تو کٹا کر پکے نہ وعدے پہ آئے وہ دیکھیں یہ ناگ ڈستے ہیں کس کس کو دھڑھ ساقی نے روز عید دیا ہے صلائی عام دوست جنوں نے اپنی دکھائی بین قوین کس طرح انتظار میں کاٹینگے رات ہم پہلو سے اُٹھ کے جاتے ہیں صبح وصل گھر

وہ بیقرار ہیں رے نالوں کے شور سے
آشفاق کیون نہو مرے دل کو قرار آج

رویف حائے حلی

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن	بجز صناع شمن مخدوف
دل کی بیٹائی بڑی ہر مغرب کی طرح ہو گیا گھائل جگر بھی اب میری دل کی طرح کیون نہ زالی ہو نہ میری مضطرب دل کی طرح مضطرب ہر وقت ہوں میں نیم سہل کی طرح	تنگدین دیکھ کر شمشیر قاتل کی طرح تیر نظروں کے لگائے تو نے ظالم اس قدر مغرب بسل سے جدا ہے برق تابان ہے الگ رات دن رہتا ہے قاتل تیرا برو کا خیال

<p>ایک مین پائی نہ اُس زہرہ شائل کی طرح نامرادی پرند اسے نالہ دل کی طرح برق کیا تڑپے گی تیرے نیم بسمل کی طرح دل جگر کے ہے مشابہ ہے جگر دل کی طرح ایک دم مین ہو گئی تبدیل محفل کی طرح کوئی انہیں ہے مرے ٹوٹے ہوئے دل کی طرح ابرو قاتل مین بھی ہے تیغ قاتل کی طرح</p>	<p>دیکھ ڈالے سیکڑوں معشوق دنیا میں مگر کھینچ کے وہ آجائیں میری پاس اب ممکن نہیں درد ہے جو دل مین او سکے اسکے دلیچہ کمان ایک جالت ہو گئی دونوں کی تیرے عشق مین دیکھ کر اُس ساقی ہوش کو سب بخود دھوے ہین ہزاروں دل ترسی مٹھی مین ظالم سچ بتا اک اشارے مین ہزاروں نے تڑپ کر جان ہی</p>
	<p>جس جگہ کوئی حسین دیکھا وہین پر لوث ہے دل کسی کا بھی نہو آشفاق کے دل کی طرح</p>
<p>فا علالتن فاعلالتن فاعلالتن فاعلالتن</p>	<p>بھر مل شمن مخدوف</p>
<p>کوئی بتلا دے کہ آسان ہوگی مشکل کس طرح وہ رہو گی جس مین بیتابی دل کس طرح ماہ تابان آئے گا تیرے مقابل کس طرح میری گردن سے جدا ہو تیغ قاتل کس طرح پاک ہو گا خون سے دامن قاتل کس طرح تمنے ڈالی پاؤں مین میری سسلاسل کس طرح ہو گیا آئینہ مین پسیرا مقابل کس طرح جان دیتے ہین تڑپ کر تیری بسمل کس طرح لیگے پہلو سے میرے تم مراد دل کس طرح</p>	<p>اشاہ ہو گا تجرِ سبب ان مین مراد دل کس طرح آئے گا پہلو مین وہ لیلی شائل کس طرح داغ ہے شرمندگی کا اسکے چہرے پر عیان وصل ہے ساری رگوں کا جذب شوق قتل سے گو کہ پوشیدہ کیا عالم سے میرے قتل کو تھی خطا دل کی کہ سودائی ہو اوہ زلف کا تم کہا کرتے تھے مجھ سا کوئی دنیا مین نہیں اک نظر تو دیکھ لے قاتل ذرا انکی طرف مین بھری محفل مین تم کو دیکھتا ہر دم رہا</p>

<p>تھک گیا ہوں راہ الفت میں پریشان کمال اک اشارے میں تمہاری ابروی خمدار کے کھاتے ہیں چہرے کے نئے ہر وقت تیغ ظلم کے یوں اسے ناسمجھتا ہوں جو سمجھتا ہے تو</p>	<p>مجھ سے اب طے ہوگی یہ دشوار منزل کس طرح ہو گیا مجروح سینہ میں مراد ل کس طرح جان لے جائیں سلامت تیری بسل کس طرح یہ تو بتلا دے کہ سمجھے گا مراد ل کس طرح</p>
<p>آسمان بے ہر قسمت کا ستارہ بھی خلاف پھر ملے آشفاق وہ نہرہ شامل کس طرح</p>	
<p>ردیف خائے معجمہ</p>	
<p>بحر ہرج سدریں مقصور</p>	<p>مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل</p>
<p>ملا ہے ہمو ایسا دلربا شوخ سہر محفل ہزاروں کے لیے دل ہزاروں دل پسین کیونکر نہ ہر روز ہزاروں گالیان اُسے سنائیں تا آہی دل جگر کی خیر کرنا کوئی دل زخم سے خالی نہیں ہے اُچھتی ہے تمہارے گیسوؤں سے ملا کر آنکھ کو لے لیتے ہو دل ہمارا خون بھی شامل ہوا ہے</p>	<p>قیامت جس کا غمزدہ ادا شوخ غضب کی ہو وہ چشم باحیا شوخ ہوئی ہے انکی چشم سر نہ نا شوخ کہنا ہم نے جو اُس کو بڑا شوخ نگہ میاں ہے اُسکی ادا شوخ ہوئی جب سے چشم فتنہ زل شوخ معاذ اللہ ہے کیا باد صبا شوخ کہاں ہو گا کوئی تھے سوا شوخ نہ کیوں ہو ہاتھ میں رنگ خا شوخ</p>
<p>بچا یا ہم نے اے آشفاق ہر چند مگر پہلو سے دل لے ہی گیا شوخ</p>	

روایت دال معلہ

مفاععلن فعلان مفاععلن فعلان	بکھر محبت شمن مخبون مقطوع مسبح
ستم کی حد ہوئی آئیگی تاز زبان فریاد کبھی تو سن لو ہاری بھی داستان فریاد کسی طرح نہ سنے گا اب آسمان فریاد سری زبان پہ آئی جو ناگسان فریاد شب فراق میں کیوں پھر ناگسان فریاد خزان جب آئی تو کر تہیں باغبان فریاد نگاہ داس سے کرتے ہیں بجان فریاد کسی طرح نہیں آتی ہے تاز زبان فریاد یہ ضبط تھا کبھی آئی نہ تاز زبان فریاد	ہمارے دل میں رہی زبان نہان فریاد لگا و لطف تو غیروں پہ ہے ہمیشہ سے جو تم خلافت ہو وہ بھی ہے نخر ہم سے لگا پا اور بھی اک ہاتھ مجھ قاتل نے جو سننے والا کوئی پاس ہو تو رحم کرے بھاری باغ پہ کچھ دن غور تھا اُن کو زبان کاٹ کے چرکے دیے جو قاتل نے یہ پاس عشق میں جھکے راز واری کا جلا کیا میں سدا سوز ہجر سے لیکن

کیسے غوت سے اب بھی نہ ہل سکے شفاق

ہمارے دل ہی کے اندر رہی نہان فریاد

روایت دال معجمہ

مفعول مفاععلن مفاععلن

بجز نزع سدس اتر ب مقبوض مقصور

دکھلائے عجب ببار توید
سر سے اوبت اتار توید
کھواؤں گاہے شمار توید
گو جب کے لکھے ہزار توید

پہنے جو وہ گلزار توید
جڑی میں جگہ ہے میرے دل کی
کوئی تو اثر کرے گا اُس پر
قابو میں ہوا نہ وہ ہمارے

ہوتا ہے اثر ضرور اُن میں اشرم کی تار کی کسبکی رہے جو چوٹی میں تیری او گل سر پر اپنے جو تو چڑھائے خط اُسے جواب میں جو بھیجا	کھتے ہیں جو خاکسار تعویذ بازو پہ ہوا ہے بار تعویذ کیونکر نموشک بار تعویذ پھر کیون نہ ہوا وقار تعویذ سمجھا دل بیقرار تعویذ
اُس گل کے گلے میں ہیں جو اشفاق دکھلاتے ہیں کیا بہار تعویذ	
روایت راسی مہملہ	
بجز رمل شمن محذوف ہجر میں تیرے مصیبت ہے دلِ ناشاد پر جب سے شیدا ہو گیا ہوں اُس ستمِ ایجاب پر بلبلیوں کی آہ آتشاک میں گر ہوا اثر گلِ چین سے آگے کھینچ کر نشیمین کے قریب اب پھڑانے سے نہ جھوٹے گایہ روزِ حشر تک تیری صورت ہر گھڑی آنکھوں میں ہو رنگِ قمر احسانِ شیرین لیکے الفت میں شیرین نے کبھی کسلی گون پر چلے قتل میں پہلے دیکھے مسکراتا بھی تھا راقم سے کچھ کم ننھا اس قدر تیری خوشی کا پاس ہے ظالم مجھے	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن چین سے واقف نہیں فریاد ہے فریاد پر ایک آفت رہتی ہے میرے دلِ ناشاد پر گر پڑے بجلی ٹوپ کر خانہ صیاد پر آفرین ہو جذبِ آہ بلبلی ناشاد پر خون نے قبضہ کیا ہے دامنِ جلا دپر نقش ہے تصویر کا تیری دلِ ناشاد پر جا کے دو آنسو بہائے تربت فرہاد پر لاکھوں نظریں پڑ رہی ہیں بخیرِ جلا دپر ایک بجلی گر پڑی میرے دلِ ناشاد پر آفرین کشا ہوں میں ہر دم تری بیداد پر

وہ بھی ظالم چرخ بھی بے مہرمت بھی خلاف
رحم کسکو آئے اب آشفاق کی فریاد پر

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

محرمل مٹمن محذوف

دل ہمارا لوٹا ہے برسوں کی اس تلوار پر
فصل گل میں بھی اوداسی چھائی ہے گلزار پر
برق کا عالم ہے اوقا تل تری تلوار پر
آبلوں کا میرے احسان ہے سر ہر خار پر
تا بکے زندہ رہیں ہم وعدہ دیدار پر
کبک نے گر جان دی ظالم تری رفتار پر
جان دی لاکھوں نے تیغ ابروی خدا ر پر

جان دینگے ایک دن ہم ابرو سے خدا پر
ہر گھڑی صیاد و گلچین کا لگا ہے دغدغہ
کیون نہ جل جائیں دل و جان دیکھ کر کسی ایک
خون سے سینچا انھیں صحرانوردی میں سدا
وہ نہ آئیگے یہ ظاہر ہو گیا اے موت آ
آہوی صحرابھی آنکھوں پر تری قربان ہو
سیکڑوں زخمی ہوئے تیر نگاہ یار سے

کیون نہ ہر لحظہ بڑھیں بیتا بیان آشفاق کی
بے طرح دل آگیا ہے اُس بیت عیا ر پر

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

مجرنج مٹمن سالم

ہو انا مہربان بے وجہ ہم پر مہربان ہو کر
وہی تربت پہ میری چھا گئی ہے سائبان ہو کر
مرے دل پر چلا کرتی ہے تیغ جانستان ہو کر
جیسی ہیں کسی نظریں میرے سینہ میں نال ہو کر
رہیں کب تک تری فرقت میں ظالم بے زبان ہو کر
ہمارا حال دل رہ رہ گیا اکثر بیا ن ہو کر

ستایا بے سبب ہو کسی نے داستان ہو کر
جو نکلی آہ سوزان بعد مردن بھی دہوان ہو کر
تری ابرو کی تصویر خیالی سامنے آ کر
جگر پر درد شیدائے تود لہریں مفتون ہے
کسان تک ضبطِ نال ہو کسان تک آہ کو روکین
کہا جب قصہ ہجران جبرک کر اٹھ گئے ہو کر

<p>جو ضبط آہ کرنا ہوں تو آنسو نکلے آئے ہیں محبت کی عریان دست جنوں ڈانٹے کیسو کی جزاک الشراہ دست جنوں دیکھی تری قوت ہمارے ہی جگر کو اسے چھو نکاواہی قسمت</p>	<p>چھپے کا عشق دل بین کسطح راز نہان ہو کر پڑا ہے پاؤں بین چاک گریبان پریان ہو کر گریبان اور دامن اڑ گئے سب دیمیان ہو کر جو نکلی آہ سوزان چوین برقی تپان ہو کر</p>
<p>سنا یہ ہے مجھے آشفاق ایسا ان حسینوں نے صدای خندہ بھی لب سے نکلتی ہے فغان ہو کر</p>	
<p>بحر ہرج منہن سالم ہوا ہے جب سے شیر ابرو سے خمدار قاتل پر کوئی دم کا وہ مہمان ہے ہزاروں زخم ہیں ل پر وہو ان اٹھا جو غربت بین دل پر سوزِ جنوں سے بہار آئی ہوئی ہے ابراٹھ اٹھ کر برستے ہیں تھاری تر جی نظروں سے گلجہ ہو گیا زخمی شہادت دینگے روزِ حشر میرے خونِ ناحق کی حکاہ ناز سے ہر دم جگر پر تیز پڑتے ہیں تصدق بیل جان کیوں نہو چھ شوق سے اُسپر یہ بے رحمی یہ بے رحمی جلاتے ہو شاتے ہو ہزاروں جان دیتے ہیں سرِ مقتل سبب کیا ہو ہماری آہ و نالہ سے فلک بھی کانپ اٹھتا ہو ہمیں کچھ نہیں موقوف ہے اونا صح نادان</p>	<p>سفا عیلمن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن چلا کرتا ہے ہر دم خنجر تیراں مرے دل پر عجب اک یاس کا عالم ہے قاتل تیرے سبیل پر غبار آسا وہ جا کر چھ گیا لیلیٰ کی محفل پر ہجوم بادہ نوشان کیوں نہو دریائے ساحل پر قیامت ہو گیا ہنسا گری بجلی مرے دل پر پڑے ہیں جتنے دھجے خون کے دامن قاتل پر ہمیشہ جنبش ابرو سے خنجر چلتے ہیں ل پر گلستانِ خون سے جب بنگیا ہو تیغ قاتل پر ترس تمکو نہیں آتا مری بیتابی دل پر یہ جو ہر ہے کہ نقشِ حب کھنچا ہو تیغ قاتل پر اثر ہو تا نہیں افسوس کچھ اُس شخص کو دل پر ہزاروں مرتے ہیں دنیا میں اُس لیلیٰ شاکل پر</p>

مری پاس آتے ہیں سودا کی خودی کھینچ کر زندان میں
نہ پورا ہو سکا شوق شہادت دای ناکامی
جو دیکھا آئندہ بھراہ کرنے کا سبب کیا ہے
ہوے غرقاب صدا ڈوب کر دیا عیالفت میں

جنون میں جناب کا عالم یہ طاری ہو سلاسل پر
گلا مقتل میں رکھا ہے اکثر تیغ قاتل پر
تھین بھی پیار شائد آگیا اپنے مقابل پر
کسی کی کشتی مقصد نہ ہو نچی جا کے ساحل پر

عجب آشفاق ہوں میں کشش میں سخت آفت ہے

نہ دلبر ہی پہ قابو ہو نہ قابو ہے مرا دل پر

بحر دل شمن منجون مقلوع

فاعلاتن فعلا تری قصہ لڑا تری کشش کن

خانیہ دل میں رہا کرتے ہو مہمان ہو کر
مجھ سے کی بات جو اس شوخ نے خندان ہو کر
برہمن ہوں ابھی زہاد بڑے شوق کے ساتھ
تم ملے غیر سے پر مجھ کو ستا دو یہ بھی
ضبط نالہ جو کروں اشک نکل آئیں گے
رسم پوری ہوئی مقتل میں گلے ملنے کی
عشق کی آگ مرے سینہ میں اور شک قمر
وعدہ آنے کا کیا جفت نہ آیا وہ شوخ
تیر جو تو نے لگایا تھا بڑی قوت سے
اب نہ وائیں نہ گریبان ہی بہادست جنون
پھنس گئے سیکڑوں عشاق کے دل و ظالم
اے تھنا تو اگر آجائے شب ہجران میں

سامنے کیوں نہیں آتے ہو نمایاں ہو کر
اٹھ گئے بزم سے اغیار پریشان ہو کر
جائے مسجد میں جو وہ درپے ایمان ہو کر
میں بھی دنیا میں رہو گا کبھی شادان ہو کر
عشق دل میں نہ بیگا کبھی پنہان ہو کر
رہ گئی تیغ بھی گردن پہ گریبان ہو کر
دیکھ چکی ہے چراغ تیر و اماں ہو کر
بلکيا خاک میں سب صل کا سامان ہو کر
رہ گیا وہ دل پر دردین ارباب ہو کر
جاتے ہیں دشت کو ہم بے سرو سامان ہو کر
نگینی دام تری زلف پریشان ہو کر
روح نکلے تری فرمندہ احسان ہو کر

دل سے ہر آہ نکلتی ہے پریشان ہو کر	عشق میں گیسوی جانان کے یہ الجھن ہو مجھے
ہو مقابلہ مرا طفل دبستان ہو کر	نہت اسے قیس بنو باد یہ پیا کی مین

سر جھپکائے ہوئے کیوں بیٹھے ہیں سب اور آشفاق
اٹھ گیا بزم سے کون آج غمزدگان ہو کر

روایت زلے مجھے

مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات	بحر مضارح شمن اُخر بکفوت مقصور
آہوں نے میری کچھ نہ دکھایا اثر ہنوز	آیا نہ میرے پاس وہ رشکِ قمر ہنوز
لیکن وہ میرے حال سے ہے بخیر ہنوز	جان اگئی لبو شہ فراقِ حبیب میں
اُترانہ میرے دوش سے بارِ سفر ہنوز	افسوس نقش پا بھی مٹو راو عشق میں
چھوٹا نہ تھا لگان سے تیر نظر ہنوز	اُٹھی نہ تھی وہ آنکھ ہمیں موت اگئی
باب اثر سے دور ہے آہ سحر ہنوز	بے چین ہو کے آئیں وہ اے دل محال ہے

اشفاقِ جان بلب ہوئی جبکہ فراق میں
وہ شوخ اُنکے حال سے ہے بخیر ہنوز

روایت شبن مجھے

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات	بحر مل شمن مقصور
ڈوب مرنے کو کر اسے دل چاہا بابل کی تلاش	ہو سکی تجھ سے نہ اُس زہرہ شمل کی تلاش
مل گیا جب وہ تو اب پیدا ہوئی دل کی تلاش	مجھ کو پہلے تھی کسی لیلی شمل کی تلاش
دلو بہتی ہے ہمارے کارِ مشکل کی تلاش	چراغِ دیا سہا پہ اُسی پر جس کا ملنا ہے محال

پھر بھی رہتی ہے ہمیشہ اک نئے دل کی تلاش
کس طرح مجھ کو بنو اس شمع محفل کی تلاش
مجھ کو ہے رات سے اس ریا کو سال کی تلاش
مجھ کو رہتی ہے اُسی بے مہر قاتل کی تلاش
ہو گئی احباب کو میری سلاسل کی تلاش
پھر ہوئی صیادِ ظالم کو عتادِ دل کی تلاش
حشر تک ہوتی نہ پھر لیلیٰ کو محفل کی تلاش
سچ بتا دو ہے جگر کی یا میرے دل کی تلاش

سیکڑوں دل ہیں ترے قبضے میں ظالم مگر
تیرگیِ شامِ غم سے تنگ ہوں اے بکسی
بحرِ الفت کا کنارہ آج تک پایا نہیں
خون میری آرزو دن کا کیا جس نے سدا
جب نکالے پاؤں وحشت نے خیالِ لطف میں
آئی پھر فصلِ بباری میں خوشی کے چھپے
دل میں اے مجنون جو تو رکھتا ہے آرام سے
کیون نگاہِ جستجو سے دیکھتے ہو ہر طرف

گاٹے سے کتنی نہیں اشفاقِ راتین ہجر کی
رہتی پردل کو مری اک ماہِ کامل کی تلاش

ردِ لطف صدا و محلہ

فاعلاتن و کلماتن فعلات

بحرِ ملِ سدسِ مجنونِ مقصور

کیون نہ مجھ کو ہو می و جام کی حرص
بڑھ گئی اس دلِ ناکام کی حرص
جس کو ہوزِ لطفِ سیدِ جام کی حرص
پھر ہوئی دل کو می و جام کی حرص
کیون بڑھاؤ دلِ ناکام کی حرص
صبح سے مجھ کو ہوئی شام کی حرص
اسکو مطلق نہیں آرام کی حرص

دل کو ہے اک بیتِ لطفِ جام کی حرص
وصل نے اور قیامتِ ڈھائی
کیون ستائے رطبِ بحرِ اُسی
ابرِ اٹھاپے بہا ر آئی ہے
نہیں آتا ہے تو دُعا نہ د
شب کو آنے کو کہا جب اُسے
دل کو ہے لذتِ آزار پسند

<p>دیکھ کر زلفِ گرہ گیر اسکی فصل گل آگئی ساقی سن لے دیکھ لے حسن اگر اُس بہت کا دشتِ دل میں بجز جامہ دری</p>	<p>ہو گئی دل کو مری دام کی حرص مجھ کو پھر ہے مئی کلفام کی حرص پھر نہ زاہد کرے اسلام کی حرص کس طرح سے ہو کسی کام کی حرص</p>
<p>بہترین یار کے مجھ کو آشفاق کس طرح سے ہو می و جام کی حرص</p>	
<p>رولیف ضا و مجہ</p>	
<p>بہر محبت مومن محبوب و محذ و م آنکھیں ہے عیش سے راحت سی بوستان سے غرض شبِ فراقِ زمین اور کے بیان سے غرض لیا اجل نے ترس کھا کے اپنے دامن میں تمام عمر کٹی ہے نفس میں ادھیڑا د چلی نہ خلق پہ میرے نہ دل میں در آئی نہ بائیں پھر میں ہر وقت ذکر تیرا ہے ہماری تو کوئی حسرت نہ آج تک نکلی میں طے کرونگا سفر کوے عشق کا تنہا جنون کے جوش میں پھر تا ہوں کوہ و صحرا میں کیسی جان پہ بن جائے یا اجل آئے یہ ایسا ظالم و بے رحم ہے کہ اے آشفاق</p>	<p>مفاعن فلاتن مفاعلسن فطن ہمیں ہے آہ سے زیادہ نفاق سے غرض ہمارے دلوں ہے بس اسکی داستان سے غرض رہی نہ جبکہ تعین اپنے شیجان سے غرض نہ ہم کو باغ سے مطلبِ آشیان سے غرض نہ نکلی ہمارے کوئی تیجِ جانان سے غرض نہیں ہے دل لگسی اور داستان سے غرض کیسی پوری ہوئی ہوگی آسمان سے غرض وہ راہرو ہوں نینج کو کاروان سے غرض نہ کچھ قیام کی خواہش ہو مکان سے غرض وہ تیج کھینچے ہیں آنکھوں پر تھکان سے غرض کبھی نہ پوری ہوئی کوئی آسمان سے غرض</p>

رولیف طائے مہملہ

مفعول فاعلات مفاعیل فاعل لن	بحر مضارع شمن اخرج مفعول مجزوف
ظاہر کرے گا حال دل بیقرار خط	قاصد تڑپ کے جانے کا خود پیش بار خط
لکھنا اُسے حیف مجھے ایک بار خط	بھیجے ہن مین نے یار کو قاصد ہزار خط
لو ایک کے جواب میں یہ ہیں ہزار خط	نامے کو پرزے کر کے وہ قاصد کہتے ہیں
قاصد اگر وہ بھیجے مجھے ایک بار خط	تو یزدل بناؤں اُسے مین ہزار بار
بھیجوں مین کس طرح اُسے پروردگار خط	اک کیل جانتا ہو جو قاصد کے قتل کو
مین نے شب و فراق پڑا بار بار خط	لکھا جو اپنے ہاتھ سے اُسے قاتل ری شوق
بھیجا کروں گا روز اُسے مین چار خط	تا سلسلہ جواب کا جاری رہے سدا
ظاہر کریگا رنگِ خزان و بہار خط	لکھو نگا حالِ بحر و تناسل اگر
پڑتا نہیں گئے پرے زمینہار خط	اشری نزاکت قاتل کہ وقتِ قتل

لکھا ہوا ہے دست نگارین یار کا
اشفاق کیون نہو چین پُر بہار خط

رولیف عین مہملہ

مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل	بحر مزج منفرغ مفعول مقصور
ہشیار کہ آتی ہے نسیمِ سحری شمع	سیکھا ہے اگر شیوہ پیدا دگری شمع
سیرت مین ناچھی ہونہ صورت مین پری شمع	جل مرتے ہیں بیکار یہ پروانے ہزار دن
کرتے ہیں وہ سب شکوہ بے بال پری شمع	گلگیرِ سن سے کہتیں پروانوں کی فریاد
اس جرم سے ممکن نہیں ہو جاؤ پری شمع	پروانوں کو مارا ہے جلا کر سرِ محض

روشن سپہا ترے جلوہ رخا رہے عالم پردہ انون کے یہ آخری ہیں کچھ نفسِ سرو برجائیکے عشاق بھی پردہ انون کی صورت	دکھلائے ترے سامنے کیا جلوہ گری شمع تو جس کو بجھتی ہے نسیمِ سحری شمع اُسکو نہ سکھا شیوہ بیدار گری شمع
---	--

محفلِ سینِ جلائی نہیں پردہ انون کو آشفاق
اُس شوخ کو سکھاتی ہے بیدار گری شمع
رویفِ غینِ معجمہ

بجرملِ ثمنِ مخدوم	فا علان فاعلان فاعلان فاعلان
-------------------	------------------------------

تہ نگارِ مین نازِ شہِ قاء دکھلاتی ہے تیغ مجھ سے عشاقِ اہل کے پاس کب آتی ہر تیغ سیریِ بحرِ می سے قاتل ایسی گھبراتی ہے تیغ تیری ابرو کو یہ جنبش ہوتی ہے اوجنگ جو ہائے تھک کو کچھ نہ رحم آ یا دلِ مقتول پر قتل کر قاتل کہیں جھگڑا چکے قصہ مٹے سخت جان ایسا ہوں میں شل دستِ قاتل ہو گیا دیکھتے ہی اُسکا جلوہ قتل لاکھوں ہود گئے ہے یہ عشقِ ابروی خمدار کا قاتلِ آخر ترجہیِ نظریں ہیں کبھی انگلی کبھی ابرو پہ بل	سیرے قاتل کی طرح سے خود کھنچی جاتی ہے تیغ اپنا جلوہ دور سے دکھلا کے تڑپاتی ہے تیغ سو گردن آتے آتے خود رکی جاتی ہے تیغ یا گلے پر عاشقوں کے آگے پھر جاتی ہے تیغ دیدہ جوہر سے قاتلِ شک برساتی ہے تیغ بسلِ ابرو پہ کھنچا کیوں رکی جاتی ہے تیغ یہ تا شاید کھسک کر قتل میں شرماتی ہے تیغ کیا عروسِ مرگ بن کر سامنے آتی ہے تیغ خود بخود میرے گلے سے اکڑ جاتی ہے تیغ گاہ چل جاتے ہیں ناوک گاہ چل جاتی ہے تیغ
--	---

ہے اگر عشقِ ابروی خمدار کا تو دل کہو
یہ جگر کو کس لیے آشفاق تڑپاتی ہے تیغ

رذیف ف

فَاعِلَاتِن فَاَعِلَاتِن فَاَعِلَاتِن فَاَعِلَاتِن

بحر رمل شمن مجزوف

یہ چلا شوقِ اسیری پھر بھی زندان کی طرف
ضعت بول اٹھا کہ میں ہوں تیرا دامن کی طرف
آج وہ جانے کو ہیں گور غریبان کی طرف
دیدہ حسرت سے نکلتا ہوں گریبان کی طرف
ہاتھ پھر بڑھنے لگا اپنے گریبان کی طرف
ہاتھ قاتل نے بڑھایا جب نکلداں کی طرف
یاس بڑھتی ہو ہمارے قلب سوزاں کی طرف
ابھر پھر بڑھنے لگا زندگستان کی طرف
اک نظر دیکھا جو ہے زلفِ جامان کی طرف
دیکھتا ہوں یاس سے میں بابِ زندان کی طرف
ایکے امن کی طرف ہے اک گریبان کی طرف
ہاں وہی ناوک چلیں قلبِ پراناں کی طرف
تم ذرا دیکھو تو جوشِ چشمِ گریان کی طرف
دل شکستہ کیا کروں جاگرتان کی طرف

بھجھو کھینچا لاکھ وحشت نے بیابان کی طرف
دستِ وحشت جب بڑھا چاکِ گریبان کی طرف
گشتِ حضرت کوئی شاید اُنھیں یاد آگیا
در پہ اُنکے ہوں مگر اُن تک پہنچ سکتا نہیں
نسلِ گل آئی جنون نے سر اٹھایا خیر ہو
واہ اسے شوقِ غلشِ سب زخمِ مکے کھل گئے
سر دھری دیکھ کر ہر روز او ظالم تری
بیکشی کا لطف ہے پھر آگئی فصلِ بہار
حلقہ زنجیرِ وحشت نے لیے آکر قدم
دمِ الجھتا ہے جنون میں زور کچھ چلتا نہیں
جوشِ وحشت میں ہیں دونوں ہاتھ یوں مصروف کار
چوٹ خکی کھائی ہے میرے جگر نے اونگاہ
یہ تمہیں منظر دکھائے گا بھری برسات کا
سیرِ گل ہے بارِ خوش آتی ہے اسی آشفاقِ کب

رذیف قاف

فَاعِلَاتِن فَعِلَاتِن فَعِلَاتِن فَعِلَاتِن

بحر رمل شمن مخبون مقصور

رہے آباد ہمیشہ ترا سخیائے عشق

ساقیا کنتی ہے خود گردِ دیشِ بہائے عشق

<p>کیون دل زار نظر آئے نہ دیوانہ عشق انکھ کے سامنے ہو جاوے میخانہ عشق ختم ہو گا نہ کسی طرح سے افسانہ عشق مجھ کو لٹیر پلاوے کوئی پیانہ عشق گلشنِ خلد سے بہتر مجھے ویرانہ عشق بعد مرنے کے بھی جی اٹھیں گے دیوانہ عشق آپ میں آنہیں سکتے کبھی دیوانہ عشق رہے آباد آسمی یہ صنم خانہ عشق جب ہوساتی نے بلایا مجھے پیانہ عشق آج تک ملی ہوئی منزل ویرانہ عشق</p>	<p>میری آنکھوں میں سایا ہے پر نیانہ عشق آرزو رکھتے ہیں یہ سرخوش پیانہ عشق میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ہے یہ دنیا قائم ساتی آنکھوں کا تصدق مئے گلگون کے عوض الفت حور سے آشفگی زلفت اچھی عشوہ ساز سی لب یار معاون ہے اگر لاکھ قرآن کی ہوا دیجیے اون کو لیکن چاندنی شکل کے عشوق ہیں صد ہا اسمین دین و دنیا کو فراموش کیا ہے میں نے ہائے کو تا ہی قسمت کہ برائی نہ مراد</p>
--	--

تا ابد روینگے آشفاق ہمیں صاحب درد
ہم گذر جائیں گے رہ جائے گا افسانہ عشق

رولیف کاٹ

مفاعیلن مفاعیلن فعولن

بحر ہرج سدرس مخدوم

رہے گا ہجر کا آزار کب تک
سانے گا دل بیمار کب تک
چلے گی تیغ جو ہر دار کب تک
گھلے گا خانہ خمار کب تک
رہیں گے آلبونین خار کب تک

ہنوگا مجھ کو وصل یار کب تک
بتا دے او جگر تو ہی بتا دے
بست ہیں قتل کے مشتاق قاتل
ہمارا آئی ہوئی ہے کس سے پیچون
جنون صحرا تو ردی سے بتا دے

بتا دے بھگو او خوبی قسمت جو عیسیٰ ہو پلا و شربت دید مکرتے ہیں وہ دل لے کر چار بتا اسے موت دم آیا لبوں پر	لے گا جام وصل یار کب تک بدائی میں مرین بیمار کب تک رہے یہ دیکھے انکار کب تک کرین اپنا نظار یار کب تک
---	---

تپ ہجران نہیں جاتی ہے آسفاق ستائے دیکھیں یہ آزار کب تک

بجز ہرج مسر میں محذوف	مفاعیلن سفاعیلن فقولن
ستائے تیرا دل چاہے جہان تک جلا یا دل جگر برقی غضب نے کہاں سین اور کہاں کعبہ کی منزل شب ہجران میں تھا یہ صنعت بھگو مری ناکامی تقدیر دیکھو لگا کر خنجر جو رد جفا تم نہ آہ نارسا کا حیاں پوچھو گھٹا یہ خون میرا ہے تپ غم حقس میں ہوں مگر سیرا تصور بہت کمزور ہوں باد صبا میں نہ چھوٹے آہ ہم قیدِ محن سے تو ہی انصاف کرا و وصل و لبر	اگر یہ ظلم اظالم کہاں تک اگر میں نے نہ کی آہ و فغان تک کسی کا فضل لے آیا یہاں تک نہ آئی آہ بھی میری زبان تک نہ پہونچا جا کر قاصد بھی وہاں تک کرو گے دل مرا زخمی کہاں تک پلٹ آتی ہے جا کر آسمان تک ہوئی ہے خشک چشم و نشان تک پہونچ جاتا ہے اکثر آشیان تک تو ہی پہونچا دی بھگو کاوان تک پرانی ہو کے ٹوٹیں بیڑیاں تک اٹھاؤں صدر نہ ہجران کہاں تک

کون تدبیر ایسی کون آشفاق
پونچ جاؤن جو اُسے آستان تک

رویف کاف فارسی

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات

بحر مل شمن مخبون مقصور

ہو گئی مجھ کو عبث یا ردل آزار سے لاگ
کون صحت کا طریقہ ہے تبادے مجھ کو
بزم میں بھی نہیں اٹھتی ہے نقاب عارض
دل کو پا مال کیا حلق پہ پھیرا خبر
آتی ہے روز قیامت کی طرح شام فراق
شام ہی سے وہ شب وصل میں سو جاتی ہیں
کیون نہ دل کو مرے لذت آزار پسند
جتنی ہوتی ہے دو اتنا سوا ہوتا ہے
کس طرح چین پڑے اُس کو شبِ فرقت میں

ہو کیونہ کبھی ایسے سترگار سے لاگ
درد کو جب ہو سچا دل بیمار سے لاگ
بھریہ کہتے ہو کہ ہر طالب دیدار سے لاگ
دشمنی اُن کو تھی مجھ سے مرغِ غوار سے لاگ
دل کو جن دن سے ہوئی یاد کی زقار سے لاگ
شومی بخت کو ہے طالع بیدار سے لاگ
ہو گئی ہے اسے اُس نرگس بیمار سے لاگ
درد کو ہو گئی میری دل بیمار سے لاگ
جسکے دل کو ہو کسی یارِ طردار سے لاگ

بیج تقدیر نے کہا ہے بلا کا آشفاق

ہو گئی جب سے کسی گیسوی خمدار سے لاگ

رویف لام

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات

بحر مل شمن مخبون مقصور

ہم تڑپنے کے دکھاؤں تجھے جو ہر قاتل
تیرا دامن ہے مرے خون کا محض قاتل

رک کے گردن پہ چلے گر ترا خبر قاتل
قتل میرا نہ چھپے گا سرِ مشرق قاتل

وہی دنیا میں نہیں ایک سنگم قاتل
سیکڑوں جسم نظر آتے ہیں بے سر قاتل
سر کے حبس مری بس نے اثر دکھلایا
اشک کی تر دن سے اب کیوں نہ جگہ ہو غزال
بیکسوں پر تو فلک کو بھی ترس آتا ہے
سخت جانی کا مری کوئی کرشمہ دیکھے
آرزو ہے کہ ٹوٹ پ لون تو مراد م نکلے
کیا ضرورت ہے کفن کی تر کشتہ کے لیے
اتنا تر پاشب غم میں کہ مجھے موت آئی
سختی ان زلیث کی کٹ جائیگی شادان ہون
کشتہ تیغ جفا ہوں کوئی پہچان رہے
مصطرب شوق شہادت میں رہا کرتا ہوں
کشتہ تیغ تبسم ہوں بہت مدت سے
زخم بھرنے پہ بھی اب اشک نہیں رگ سکتے
ذبح کے وقت نظر ہے تری پیشانی پر

حسن والے ہیں سبھی اے دل مضطر قاتل
کھل گئے آج تری تیغ کے جوہر قاتل
سر خجہ کائے ہوئے بیٹھا ہے برابر قاتل
زخم ہے تیری نظر کا مردل پر قاتل
مجھ کو تڑپاتا ہے تو کیوں تر خنجر قاتل
تیغ کی باڑھ مڑی ہو گیا ششدر قاتل
روک کر ماتہ چلا حلق پہ خنجر قاتل
اسکو کافی ہے فضا خون کی چادر قاتل
ہو گیا میرے لیے اُن دل مضطر قاتل
سیری قیمت سے ملا ہے مجھے دلیر قاتل
ڈال دے سرخ مری قبر پہ چادر قاتل
مجھ کو آرام ملے گا تر خنجر قاتل
آیا ہے کھینچ کے کیوں تیغ دو پیکر قاتل
روتے روتے میں ہوا رو کا خوگر قاتل
دیکھ چکا مری تقدیر کا اختر قاتل

سارے معشوق ہیں دنیا میں سنگم قاتل

کس سے الفت کریں آشفاق بتا دو ہم کو

مفعول فاعلات سفاحیل فاعل

بحر مضاع مغمم اغرب لکھنؤ محذوف

را مٹی اگر ہو سننے پہ تم داستانِ دل
کیا لٹ گیا ہے آگے یہاں کا زوانِ دل

نظارہ کروں میں شوق سے رازِ زمانِ دل
بیدل تر ہے ہیں وہ الفت میں سیکڑوں

چھوٹی ہوئی ہے ہاتھ سے میری غنِ دل
باقی ابھی بہت ہے مری داستانِ دل
اچھا کیا حضور نے یہ امتحانِ دل
کس سے شبِ فراق کہوں داستانِ دل
جلنے لگا جگر بھی ہمارا بسانِ دل
لب تک بھی میری آنہیں سکتی تھانِ دل
ویران پڑا ہوا ہے مرا آشیانِ دل
آنکھو جگر پہ ہونے لگا ہے گمانِ دل
ڈوبا ہوا ہے درد میں ایجانِ دل
پہونچی جو آسمان پہ کسیرِ فغانِ دل
پیدا ابھی ہو شوق بیانِ دل زبانِ دل

اوخوش خرام دیکھ لین تیری شرارتیں
تم ابتدا ہی سکے پریشان ہو گئے
ایسا مٹایا اُس کو کہ برباد کر دیا
مونس کوئی ہے اور نہ غمخوار میری پاس
سوزِ تپِ فراق میں حدت ہے اس قدر
حالت یہ ضعف کی ہے فراقِ حبیب میں
اے یاس تو نے طائرِ ارمان اُڑا دیے
یہ بھی تڑپ رہا ہے جو دردِ فراق میں
سننے سے پہلے اپنا کلیجہ سنبھال لو
کیا کیا اُترنے کی ہیں تلون مزاجیان
سننا تم اُس سے چاہو اگر داستانِ درد

اشفاق اب جگر کو بچائیں کہ جان کو

بڑھنے لگا فراق میں سوزِ نسانِ دل

مفعول فاعلات مفاعیل فاع لمن

قابو میں اب نہیں ہر مے زینہ دارِ دل
اک دل کے جانشین کروں میں ہزارِ دل
اشد ایسا ہو گیا بے اعتبارِ دل
نقش قدم پہ جبکے مٹے ہوں ہزارِ دل
تیرنگاہ سے جو ہوا ہے فگارِ دل

بحر مضاع مشن اخرب مکفوف محذوف

اُس شعخ کے فراق میں ہی بقرارِ دل
مانگے جو مجھ سے بزم میں چشمِ نگارِ دل
وہ بیٹھتے نہیں مے پہلو میں خوف سے
سمجھے وہ خاک مالِ دلِ داغدار کو
ہو رشک کا جو کہ جگر بھی ہے بقرار

<p>ہم لے کے کیا کرینگے تراز حذر دل کرتا ہے اُسکو یادِ غمت بار بار دل ایسا بھی ہو کسی کا نہ بے اختیار دل دکھلا رہا ہے سیرِ چین کی ہر بار دل سمجھتا میں رہے گا مری یادگار دل بے چین کر رہا ہے مجھے بار بار دل صدقے کروں جگر تیرے لب پر نثار دل</p>	<p>بر بھی لگا کے دل پہ یہ سفاک نے کہا نا آشنا ہے رحم ہو جو ہو فاسیہ خلاق دیکھا جہان حسین کوئی لوٹا ہو گیا کھائی ہیں مراغِ آتشِ ہجران ہزار ہا چالوں نے تیری اُسکوٹا یا غضب کیا اسے ضبطِ عشقِ وقتِ مدد ہے سنبھالنا بان بان اسی ادا سے کیے یا نہیں نہیں</p>
--	--

اشفاقِ چینِ خاک ہو دم بھر مجھے نصیب
 سوڑتے فراق سے ہے بیقرار دل

<p>مفاعِلن فَعْلَاتن مفاعِلن فَعْلُن تو اپنی حد سے زیادہ ہوا اضطراب میں دل یہ اُسکا عشق ہوا ہے کہ ہر عذاب میں دل جگر عذاب میں رہتا ہے اضطراب میں دل چھپا ہوا ہے کسی پردہ نقاب میں دل تمام عمر رہے کیوں نہ سچ و تاب میں دل نکل گیا مرے ہیلو پر اضطراب میں دل نوڑا کے لے ہی گئی گو کہ تھا حجاب میں دل لگا ہوا ہے مرا شیشہ شراب میں دل یہ دیکھیں آتا ہے کون انکا انتخاب میں دل</p>	<p>بحرِ مجتہدِ مثنیٰ مخبون مخذون فدا جو شوخی دلیر پہ ہے شباب میں دل غمِ حبیب سے رہتا ہے اضطراب میں دل شبِ فراق قیامت سے کم نہیں ہم کو تلاش ہو ہے بیکار دل نہیں سکتا ازل سے کیسے پر غم کا عشق ہے مجھ کو جگر پہ ہاتھ جو شوخی سے رکھ دیا اُسے تمھاری شوخی نگاہی بھی کیا قیامت تھی سنون میں فصلِ بہاری میں وعظ کیا واعظ ہزاروں دل لیے حاضر ہیں سامنے اشفاق</p>
--	---

روایت سیم

بحر مجتہد منمن مجنون مقطوع سبغ	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن
بہت دنوں سے کچھ اسکی خبر نہیں معلوم یہ محو یا رہے ہوں دل کی خبر نہیں معلوم ہمارا درو جگر شام ہی سے افزون ہے نہ نامہ لایا نہ نامہ کا کچھ جو ارب ایدل شب فراق میں تیرا ہوا ہے خانہ دل وہ ہاتھ رکھیں گے کس موزیر و سیر ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا دل بتاب نہ جسکے دل میں چھپا ہو ترا خدنگ نظر ہمارا آتی ہی ساقی گئے یہ ہوش و حواس اودھ ہے کعبہ اودھ دردیر اورین بخود	کہ ہر گپ ترا شوریدہ سر نہیں معلوم گیا ہے سینہ میرے کہ ہر نہیں معلوم شب فراق ہو گیا تا سحر نہیں معلوم پہونچ کے دان ہو گیا نامہ نہیں معلوم کہان گیا ہے وہ رشک قمر نہیں معلوم رو گیا کب مراد درو جگر نہیں معلوم پتہ لگائیں کہان کچھ خبر نہیں معلوم ہمیں تو کوئی بھی ایسا بشر نہیں معلوم کہ دو جہان کی ہر خبر نہیں معلوم سرنیاز بھلے گا کہ ہر نہیں معلوم

کسی کی مست نگاہیں نظریں میں اشتفاق

کہان ہے شام کد ہر ہے سحر نہیں معلوم

بحر مل مسدس مجنون مخدوف	فَاعِلَاتِن فَعْلَاتِن فَعْلَاتِن
شنگ ہیں عشق کے آزار سے ہم وکیکیر بیلبل و گل کو باہم جس کو آتا ہی ہونا نام و فدا واع دل زخم جگر صدمہ جان	روتے روتے ہو جیجا ر سے ہم داغ اک لائے ہیں گلزار سے ہم کیا ملین ایسے سبکار سے ہم لائے یہ حسن کی سرکار سے ہم

پوچھتے ہیں دل بیمار سے ہم
دور ہیں کو چہر دلدار سے ہم
ہو کے با یوس جو دیدار سے ہم
نظر آنے لگے میخوار سے ہم
ملتے ہیں پھر اسی عیار سے ہم
پوچھتے ہیں گیسے نگہ یار سے ہم
تنگ ہیں آہ شرربار سے ہم
کیون خوش ہوں تری سو فار سے ہم

لطف کیا اسکی محبت میں ملا
ضعف ٹھیلانا بھی راہ میں تو
بختِ موسے سے اعانت چاہی
چشمِ مخمور کی الفت جو ہوئی
دل جگر جس نے لبِ باتون میں
کر دیے زخمِ جگر میں کیونکر
پھونکے دیتی ہے جگر دل و دونوں
رہ گیا دل میں ہمارے قاتل

نہیں سنتا کبھی فریادِ آشفاق
تنگ ہیں چرخِ ستگار سے ہم

روایتِ نون

فا علاتن فعلاتن فعلاتن فعلان
آگ سی میرے کلیجے میں لگا جاتے ہیں
دل میں بس جاتے ہیں آنکھوں میں سما جاتے ہیں
ابر کے ٹکڑے اگر چرخ پہ آ جاتے ہیں
جان و دل جو تری کوہِ مین لٹا جاتے ہیں
رحم کرنے کے عوض دلوں دکھا جاتے ہیں
سوی سجد کبھی ہم بہر دعا جاتے ہیں
پھول نرگس کے لحد پر وہ چڑھا جاتے ہیں

بحرِ دلِ شمنِ تجھونِ مقطوعِ صبح
غیر کے ساتھ وہ جب سامنے آ جاتے ہیں
ان حسینوں کے وہ ہوتے ہیں نرالے انداز
یاد اُس ساقیِ موش کی دلاتے ہیں مجھے
کیا سخی ہیں ترے آزارِ محبت والے
آتے ہیں جب کبھی وہ میری عیادت کیلئے
دیر میں مانگتے ہیں گاہِ مرادِ شبِ وصل
جانتے ہیں جو تری جفم کا کشتہ مجھ کو

<p>وعدہ وصل کو باتون میں اڑا جاتے ہیں ابر اٹھ اٹھ کے جو گلزار پہ چھا جاتے ہیں جانب عرش مرے تیر دعا جاتے ہیں</p>	<p>اور تو تذکرے کرتے ہیں و دم ہی لیکن بعد توبہ کے بہک جاتی ہر آنیت ساقی دل سینچا ہے رہیں تاثیر سے ڈرنے والے</p>
<p>رخ و گیسو کا جو آشفاق ہوا ہے سودا کو چہ یار میں ہم صبح و ساجاتے ہیں</p>	
<p>مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن</p>	<p>بحر ہزج شش سبغ</p>
<p>کبھی رہتا ہے آنکھوں میں کبھی رہتا ہے وہ دل میں اسی اسید پر بیٹھا ہوا ہوں کورے قاتل میں تعب ہو کہ لیلی کے عوض مجنون ہے محل میں جو تیرے تیرے پیدا ہوئی ہو تلب لعل میں ہمارا پاؤں جکڑا رکھا دیکھو سلاسل میں کمان اب خون باقی ہے گلو نیم بسمل میں ترا دل اور ہو جلوہ کنان کی قیس محل میں کچھ دیکھی جو میں تیغ بڑاں ست قاتل میں نہیں ہے تیغ اک آئینہ ہے یہ دست قاتل میں رنگے ہیں آج شام ہاتھ تو نے خون بسمل میں ہوا ہے جب سے عشق اُنکا پڑی ہو جان شکل میں کمی ہوئی نہیں افسوس کچھ بتیابی دل میں دل پر آرزو پھر لے چلا ہے کوئی قاتل میں</p>	<p>قرار اُس شوخ کو آتا نہیں ہے ایک منزل میں نکل جائے جو ارمان شہادت ہو عز دل میں ہماری یاد اور اُس باقی نیراد کے دل میں تصدق سو قرار ای جان اُس اک بیقرار میں جنون میں قید سے چوٹے تو عشق نہ لے باقی ہو ترنی تلوار کی کیسے جھگی پیاس او قاتل کسی کے ہاتھ میں جانے سے یہ حاصل ہوئی عورت وہ شتاق شہادت ہوں جھکادی شوق میں گردن عروس مرگ کی تصویر آتی ہے نظر اُس میں حنا کا رنگ ایسا ہونین سکتا ہو او قاتل جلایا کرتی ہے ہر وقت جھکو آتش ہجران شب فرقت ہزاروں بار میں ہلو بتا ہوں اُسی خیر چہر جھکو پڑے ہیں جان کے لالے</p>

پھنسا یا اسطرح دیا ی غم میں میری قسمت نے خیال زلف جانان نے بلا کے سچ ڈالے ہیں جد ہر اٹھی نگاہ ناز لاکھوں ہو گئے بیدل سنا کرتے تھو مت سے کہ تم رشک سیجا ہو	نہ پہنچی کشتی مقصد کبھی آغوش ساسل میں دل نادان کے ہاتھوں پھنس گیا بھونچا ساسل میں دلون کی لوٹ ظالم ہو رہی تو تیری محفل میں تھیں دیکھا تو کیونکر درو پیدا ہو گیا دل میں
--	---

شبِ فرقت میں یہ آشفاتِ بقیانی کا عالم ہے
قرار آنے نہیں پاتا ہمارے مضطرب دل میں

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

بحرِ زنجِ شمعِ مسیغ

بھرا یا کی ہے مثلِ قیسِ دل کی آرزو برسوں
رولایا کی ہے دوریِ مبت بیدا دُخو برسوں
یہ وہ غم ہے جو عاشق کو مڑلاتا ہے لبو برسوں
دلِ گم گشتہ کی کرتے رہو ہم تب سچو برسوں
خیالِ یار سے ہوتی رہی ہے گفتگو برسوں
رہی دل میں ہمارے وصل کی جو آرزو برسوں
نہیں ملتا مرے دل میں نشانِ آرزو برسوں
نہیں آتی ہے اپنی آہ بھی اب تاگو برسوں
بجائے اشک آنکھوں سے رہا جاری لبو برسوں
کر دی گرسوزن تدبیر بھی اسکو رو برسوں
تڑپتا ہی رہا سیرِ دل پر آرزو برسوں
نظر آتا نہیں افسوس اب وہ خوب رو برسوں

کیسے وصل کی کرتے رہے ہم جستجو برسوں
دعائیں مانگی ہیں سجدو کیسے ہیں قبلہ رو برسوں
نہ لپو چو اُن سے چھٹ کر کیا ہمارے دل کی حالت ہو
نہ پایا کچھ پتہ جب سے پھنسا وہ دامِ گیسو میں
جدار بکر بھی ہم پایا کیسے ہیں وصل کی لذت
کسی کی بیوفائی نے مٹایا اُسکو دم بھر میں
یہ مجھ یا اس وحشت کا نہا کرتا ہے فرقت میں
کیا ہے ناتوانِ افسوس یہ دردِ جدائی نے
لگا یا اسطرح تیرِ نظرِ بیرحم نے دل پر
رہیگا تا قیامت اچھو جنون یہ چاک دامن کا
نہ آیا رحم کچھ اُس بیوفا کو وہ رسی قسمت
گھڑی بھر کو جو آنکھوں سے کبھی اوجھل نہوتا تھا

اُسے پہ قتل کا ارمان مجھے شوق شہادت ہو
جدا ہونے کے ذوق قاتل یہ اب تیغ و گلو برسوں

گذر افسوس اُس میں ہو گیا اب یاس و حرمان کا
رہا آشفاق جس دل میں ہجوم آرزو برسوں

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلان

بحر بزمِ نغمہ مسیح

نہ وہ فریاد ہے سیری نہ اب وہ میری نالے ہیں
بتا بھرا کر دل بیتاب کیوں ہر وقت نالے ہیں
جو گھٹ جائیں تو نشتر میں جو ٹپ جائیں تو بھالے ہیں
بڑے صابر ہیں جو عشر میں اپنا دل نبھالے ہیں
ہمارے دل سے پھر صبر و تحمل جانولے ہیں
ہجوم یاس میں اب تک تو ہم دکھ نبھالے ہیں
ذرا تو رحم کر ظالم ابھی سب زخم آئے ہیں
ترے گیسو نے او ظالم بلا کے پیچ ڈالے ہیں
مرے ارمان کیسے ظلم سے توڑ نکالے ہیں
جگر میں ہو گئی ناسور دل کے زخم آئے ہیں
ہمارے نالہ دل اب لبوں تک آئیولے ہیں

کسی کے بچر میں یہ ضعف ہے جینے کے لالے ہیں
نہیں ہوتا جب اپنے کچھ اثر جو ظلم ولے ہیں
تمہارے تیر مرثگان میں نیا اعجاز دیکھا ہے
تھیں دیکھا ہے اور بخود نہیں ہوتے تعجب ہے
ستایا درد نے پھر ہم کو پھر شامِ فراق آئی
کہاں تک ضبطِ غم انجام کیا ہو گا خدا جانے
لگتا تیر کا دکھتے ہوئے دل پر جبراً ہو گنا
نہیں ممکن رہائی ہو ہمارے قلبِ مضطرب کو
پیرا ہو دو نونِ عالم میں ترا و جوشِ مایوسی
ترے تیر ستم سے اب تو اوقاتِ یہ حالت ہے
تمہارے ظلم بچر سے نہیں ضبط کی طاقت

نہ بچھو حال کچھ آشفاق اب سوزِ جدائی کا
لگی ہے آگ سینہ میں دل مضطرب چھالے ہیں

مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات

بحر مضاع مشتمل بحر مفعول مقصور

آگے قرار کیا مجھے فصلِ بہار میں

ساقی پہ اختیار نہ دل اختیار میں

کیا خاک دل لگے چمن روزگار میں
 وعدہ خلافت یار کبھی آئے گا ضرور
 اُس بیوفا کے پاس نہ جاؤں تو کیا کروں
 اور وصل یار اب مری امداد فرض ہے
 نکلی تھی جان یا دِ جمال حبیب نین
 کس شوخ کا جمال پس آگیا اسے
 اُسکی نگاہ کا جو تصور ہے رات دن
 جب آگیا ہے یا قدیم سیون کا لطف
 سو تو پ فراق کی اندری شوشیان
 جوش غم فراق نے بیتاب کر دیا
 یاد آگئیں کسی کی شرہ کی لگا وٹیں
 احسان مند ہوں میں ترا و خیال یار
 جوش جنون میں خال یہ مجھ ناتوان کا ہے

جوش جنون ہوا مجھے فصل بہار میں
 کاٹینگے ساری عمر ہم اس انتظار میں
 دل ہی نہیں رہا ہے مری اختیار میں
 ارمان بھرے ہوئے ہیں دل بیکرار میں
 روشن چراغ نور ہے میری مزار میں
 بجلی کی ہے تڑپ جو دل بیکرار میں
 کاشا پیچھا ہے دل بیکرار میں
 پہونچا ہے دل تڑپ کو مرا کوئے یار میں
 شعلہ بھڑک رہے ہیں دل بیکرار میں
 دل ہے قرار میں جگر انتہا میں
 دامن الجھ گیا جو مرا نوک خار میں
 ہمدرد تو ہی رہا ہے شب انتظار میں
 الجھا ہوا ہے ہاتھ گریبان کے تار میں

اشفاق ظلم کرنے لگا وہ جفا شعار
 جب کچھ کمی ہوئی ستم روزگار میں

خاعلاتن فغلاتن فغلاتن فغلات

بحر مل شمن مخبون مقصور

مان لے اسکو وہ میرا دل نا شاد نہیں
 جو دکھائے نہ ترا دل مری فریاد نہیں
 کوں سادل ہے وہ جس دل میں تری یاد نہیں

تم کو لاکھ مجھے طرز و فسا یا د نہیں
 میں نہ بیچیں ہوں جس سے تری بیا د نہیں
 وہ بیشکون ہے جو عشق میں نا شاد نہیں

<p>اُنسا دنیا میں اگر اور پر نیا د نہیں وعدہ وصل کیا ہم سے گئے غیر کے گھر شکوہ جو کر تا ہوں تو فرماتے ہیں کون وہ ناز ہے آگاہ نہیں تو جس سے ناصحاب تو بہار آئی ہے سے پیتے ہیں لیکے دل ہکو دیے آپ فی داغ ہجران کہہ رہا ہے یہ مرا شوق شہادت مجھے تیرے سینے سے رکے کھینچ نہ تو اوقائل</p>	<p>تسا آتشفاق کوئی عاشق ناشاد نہیں اُنکے نزدیک یہ اک کھیل ہے بیداد نہیں قابلِ رحم مقار اولِ ناشاد نہیں کون وہ غم ہے جو دل میں برآباد نہیں توبہ کی ہوگی کبھی پردہ ہمیں یاد نہیں پھر یہ دعویٰ ہے کہ ہم سوچ بیداد نہیں آج یا میں نہیں یا خبرِ جلا د نہیں گھر جو آباد ہو کرتے اُسے برباد نہیں</p>
<p>کوئی عاشق نہ بچا ظلم سے اُنکے آشتاق - کون مستوق ہے جو بانی بیداد نہیں</p>	
<p>رولیف واو</p>	
<p>بحرِ محبتِ شمعِ خجوں محزون جو کوی عشق میں دل طالبِ وصال نہو بہار آئی ہے اُس زلف کا خیال نہو قضا بھی نزع میں آتی نہیں خبر لینے تھارے چاہنے والوں میں ہوں وہ قیمت لیا ہے باتوں ہی باتوں میں دل ستم کرنے گیا ہے دل اسی محفل میں میرے پہلو سے وہ کون آنکھ ہے جو دید کی نہیں طالب</p>	<p>مفاعِلن فعلا تَن مفاعِلن فعْلُن کبھی یہ ہجر کا صدمہ نہو طالب نہو اُلٹی خیر جنون مجھ کو اب کی سال نہو ترے مریض کا کیونکر خراب حال نہو تمام عمر جو مانگوں دعا وصال نہو میں ڈر رہا ہوں کہ اب جان کا سوال نہو تمھاری چشمِ فسونگر کا یہ کمال نہو وہ کون دل ہے کہ جس میں تخیال نہو</p>

نہ دن کو چین نہ آرام شب کو ملتا ہے	کسی کے ہجر میں مجھ سا کسی کا حال نہو
مقابلہ نہیں اچھا کسی کے عسارض کا	یہ بدر شرم سے کھٹکر کمین ہلال نہو
محال ہے کہ ملین رات دن زمانے میں	تھارے رخ سے جو زلفوں کا اتصال نہو
ہمارے خون نے دامن بچایا قاتل کا	غرض یہ تھی اُسے عشرتین انفصال نہو

دعا یہ رہتی ہے اشفاق رات دن سیری
کسی کے ہجر میں کوئی خبر اب حال نہو

بجز رنج نہیں سالم	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
مثال مرغ بسلی شام ہیں سے جو تڑپتا ہو	سحر تک دیکھیے انجام اُس بیتاب کا کیا ہو
مر لیں عشق بھولن محنت بجز کیونکر مسیحا ہو	علاج دل کرے گر تو جگر میں درد پیدا ہو
جفا ہو جسکی عادت اور تہ ازل جکا شیوا ہو	شب وعدہ نہ آنے کا گلہ اُتر شیخ سے کیا ہو
نہ درد نہ ہجر کو بھی کھو سکے اب دلشیاں ہو	کوہ کینے کو میں کہہ دوں کہ ہاں رشک سیحا ہو
فقط کہنے کی باتیں ہیں کہ ہمت ہو نہیں سکتی	جو تم چاہو تو دم بھر میں دل بیمار اچھا ہو
نکلتا ہے دھواں ہر آہ سے سوزِ جدائی میں	عجب کچھ نہیں ہے دل اگر سینہ میں جلتا ہو
وہیں اظہارِ فتنہ کا ہم سے خاکسار دہکی	زمین پر جس جگہ اُس شوخ کا نقش کھنڈا ہو
ہمارا قتل آسان ہو نہیں سکتا سرِ محفل	ترے ابرو کا او قاتل نہ جب تک کچھ اشارا ہو
عبثت احوال پر تیری سینہ کا ہی روزِ ہجران میں	اگر جب ہو کہ وہ ظالم تری فریاد سنتا ہو
سزا فرشت میں ابرو برق کا اُس سے کوئی پوچھے	کہ جسکی پشیم گریان ہر گھڑی ہو دل تڑپتا ہو
لگتا ہے نیا تیر ستم ہر وقت وہ ظالم	بتا او چارہ گر کیونکر جگر کا زخم اچھا ہو
سراپا فتنہ رخصت بنایا ہے تھین حق نے	چلو جب دو قدم تم ناز سے اک حشر پریا ہو

تمنا ہے بسر ہوز ندگی عشق محمدین
وہ ہوں پیش نظر آشفاق جدم دم نکلتا ہوں

بجرل شمن مخبون مقلوع	فاعلاتن فعلاتن فسلاتن فقتلن
خانیہ دل میں یحرم غم دارمان کیوں ہوں تا خوشی کا کوئی باعث تو بتا دو شر جب میں بیمار محبت ہوں ترا اولیٰ عالم اگر اشارہ نہوا برو کا ترے اوقات جان تو دوں گا تو پھر شب غم میں قاتل اپنے گیسو میں چھنا کر دل نادان میرا عشق گر ہونے مجھے گیسوے جانان تیرا جب نہ پہلو میں ہو وہ رشک مسیحا ناصح مشوق لے جائے نہ گرسائے اُنکے جسکو ہجر میں وصل کی امید کروں اسے توبہ	تم جو خوش ہو تو مرے رنج کا سامان کیوں ہوں یہ چمکے دل تو مری جان کو خواہاں کیوں ہوں پھر سچا سے مرے درد کا درمان کیوں ہوں پھر یہ بے جرم مرے قتل کا سامان کیوں ہوں میرے سر پر تری تلوار کا احسان کیوں ہوں پوچھتے ہیں وہ بتاؤ تو پریشان کیوں ہوں بے سبب وحشت دل کا مری سامان کیوں ہوں ہاجر میں چین مجھے پھر کسی عنوان کیوں ہوں پاراو کی گنج ناز کا پیکان کیوں ہوں جو نہ پورا ہو کبھی وہ مجھے ارمان کیوں ہوں

یادگر ہونے کسی پردہ نشین کی آشفاق

عشق کا راز مرے سینہ میں نہاں کیوں ہوں

بجرل شمن سالم	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
جو تو ہو مہربان ظالم تو وہ نامہربان کیوں ہوں خطا کیا ہے عدو کے حال پر یوں مہربان کیوں ہوں تو ہی کافی ہے اسی بیدروں کا دل دکھانے کو	ہماری جان پر ہر روز جو آسمان کیوں ہوں ہماری جان کے دشمن قلمی مارچ جان کیوں ہوں گنہگار ان الفت پر بھائی آسمان کیوں ہوں

<p>اگر ہو دل کو تابِ خدا توبہ پر نفعان کیوں ہو جفا کی تیغ سے عالم میں کوئی نسیان کیوں ہو انگھ بان آپ کا ہر دم ہمارا پاسبان کیوں ہو دلِ ناشاد میں ہر روز دروہا نشان کیوں ہو دہانِ زخم سے پیدا صدائے الامان کیوں ہو ہمارا نالہ پُرورد چہر آتشِ فشان کیوں ہو اگر تقدیر ہو اچھی تو وہ نامہ زبان کیوں ہو</p>	<p>عبث الزام دیتے ہو مجھے افشائے الفت کا اگر چہ ہر وفا کا اُسمین پیدا ہو تو کیا کہنا اشارہ گزرتا اُسمینِ عدو کا کچھ توبہ بے مطلب جو وہ رشکِ میخانہ مرزاں ہو حالِ پر میرے لگا کر تیغِ جبران گر نمک چھڑکے نہ تو فاسل تصور گر نہ اُس حسنِ عالم سوز کا دل کو گلہ اُس شوخ سے ہم کہا کریں دردِ جدائی کا</p>
<p>ہمارے آنکھ میں ایسا شفاق ہر دمِ خود نشان کیوں ہو</p>	<p>نہ ہو کہو اگر اندیشہ بے مری فاسل</p>
<p>فی علائقِ فطانتِ فطانتِ فطالت</p>	<p>بجز دلِ شمنِ فطانتِ مقصود</p>
<p>منکھو آتا ہے کلجیا سرفریا دے کے ساتھ اک فقط جوشِ جنون ہو دلِ ناشاد کے ساتھ دشمنی کیوں ہو تو میں عاشقِ ناشاد کے ساتھ جو رہتے ہیں فلک کے تری بیداد کے ساتھ جل گیا میرا جگر بھی دلِ ناشاد کے ساتھ گھر سے باہر نکل آئے سری فریاد کے ساتھ ہو گیا اُنس مجھے لذتِ بیداد کے ساتھ دم نکل جائے جو ظالم تری بیداد کے ساتھ</p>	<p>دل ہی بے ہر ہو اُس ستم ایجاد کے ساتھ مونسِ باد یہ پیاپی نہیں کوئی بھی لیکھ دل کرتے ہو برباد جفا سے ایچبان پھر گیا وہ بھی تری چہرتے ہی مجھے ظالم اگ وہ تو نے لگا رکھی ہے اوسوز فراق عجیدت کے اثر کچھ جو ہوا ہے اُن پر خوگر جو روحِ فادل نے کیا ہے ایسا مجھ کو تکلیف و مصیبت سے رہائی ملجائے</p>

تجھ کو نفرت جو پہوئی رشک میچا اُس سے دل جگر کی تو مری جان حقیقت کیا ہے ہجر شیریں مین کہاں اور رفیق و ہمدوم مرحبا طرز کشمش ہے تری ہاتھوں کے شمار	درو کو ہو گئی الفت دل ناشاد کے ساتھ جان حاضر ہے ابھی آپ کی ارشاد کے ساتھ ایک تیشہ ہی قطع ہر دم فریاد کے ساتھ کھینچ گیا دل بھی مرانا دک بیداد کے ساتھ
--	---

صنعت ہر اس کی جدائی مین اب ایسا آشنائی جان آتی ہے لبون پر مری فریاد کے ساتھ	
--	--

بجر مل شمن مجذوب	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
یہ غور حسن ہے دیکھے نہ دہر آئندہ دیکھتا ہے رات دن وہ ماہ پیکر آئندہ دیکھنے دو ہو کبھی بندہ تم اپنا جمال شوق آرائش کا ایسا ہے کہ دیکھا ہی نہیں رشک کیا آیا تجھے تیرے مقابل دیکھ کر رات بھر تڑپا کرین ہم اشتیاق دیدہ بین شکل آتی ہو نظر اس میں عروسِ مرگ کی جب کبھی مشق تصور سے لیا فرقت میر کلام حسن اپنا دیکھ کر مغرور ہوتے ہیں حسین زند اُس کو دیکھ کر جو محو و بیخود ہو گئے تیز نظرون سے اُسے تو دیکھتا ہے بار بار سیری دل کی کیا حقیقت ہو کہا و ناوک فلن	سامنے لا کر اگر رکھے سکندر آئندہ حسن کے پر تو سے ہر دم ہر سنور آئندہ سامنے سے اب ہٹا دو بندہ پرور آئندہ ہاتھ سے اپنے نہیں رکھو وہ دم بھر آئندہ توڑ ڈالا تو نے کیوں اچھا پیکر آئندہ حسن دیکھے آجکا افسوس ن بھر آئندہ بن گیا قاتل مین قاتل تیرا خنجر آئندہ ہو گیا دل پر مرے حال سنگم آئندہ حیف کیوں تو نے بنایا او سکندر آئندہ بن گیا اُنکے لیے کیا می کا سا غر آئندہ ٹکڑے ٹکڑے کیوں نہ ہو جاوے سنگم آئندہ تیز نظرون نے تری توڑا ہے اکثر آئندہ

ہو گئی ہے خود محبت اپنی صورت سو اٹھیں عکس گیسو دیکھ کر سمجھا وہ بت مار سیہ دیکھنے والے جو اُسکے محو حیرت ہو گئے	اس لیے پیش نظر رہتا ہے اکثر آئینہ کسی یہ تھی کہ پھینکا اُس نے ڈر کر آئینہ ہو صفای حسن سے رخسارِ دلبر آئینہ
---	--

دل فریبی اُس میں اسے آشفاق ایسی ہو کہاں
صورت و سیرت میں کب ہو اُس کی بہتر آئینہ

رویت یاے تھانی

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

بجر ہرج مٹمن سالم

تجھے آغوش میں ہم اوبت بے پیر کھینچینگے
نگاہ ناز کے مارے ہو کی ہن تیر کھینچینگے
ہمارے قتل پر وہ جگھڑی شمشیر کھینچینگے
اوبت نزع کی کبتک ترے دلگیر کھینچینگے
اُئی خیر کیا یہ عرش کی زنجیر کھینچینگے
وہ کیونکر چرین اب نالہ شہگیر کھینچینگے
مرے جملے وہ طول ایدل دم تقریب کھینچینگے
ترے عشاق جدم آہ پُر تاثیر کھینچینگے
مصور دہرین کیونکر مری تصویر کھینچینگے

تو پیکر چرین جب نالہ شہگیر کھینچینگے
نہ پوچھو سینہ سے کیا عاشق دلگیر کھینچینگے
یہ سمجھیں گے کہ سب ارمان پوری ہو گئے دل کے
نہ تو اتنا ہے بالین پر نہ آتی ہے قضا اُنکو
فلک سے بھی کچھ اونچو ہو رہے ہیں نالہ ازل
ترے بیارون کو طاقت نہیں ہوا ت کر نیکی
حد و موقع ہی پائینگے نہ اُن سے بات کرنے کا
سمجھ لے خوب او ظالم فلک بھی کانپ اٹھینگا
وہ وحشی ہون ٹھرتا ہی نہیں اک جا قدم میرا

ہم ایو آشفاق خود ہی شوق ہو گردن جکا دین گے
سرِ قتل اگر وہ قتل پر شمشیر کھینچینگے

<p>سفا عیلمن سفا عیلمن سفا عیلمن سفا عیلمن گنا کرتا ہوں تاری رات بھر بتائی دل سے محبت مجھ کو رہتی ہے سد اشمشیر قاتل سے رُکھائی تیغ بھی کرتی ہے علقِ نیم بسمل سے خلش تیر نگہ کی کوئی پوچھے قلبِ بسمل سے نہ نکلی آہ بھی اک دن دہانِ زخمِ بسمل سے نکلتی ہے جو آہ چیر شر ہر دم مرے دل سے کوئی دہبہ چھڑا دے خون کا دامانِ قاتل سے خدا کرتا ہے کیوں خنجر گلوے نیم بسمل سے غبارِ قیس اٹھ اٹھ کر لیٹ جاتا ہر محل سے جنون نے سلسلہ میل لایا ہے سلاسل سے چلے ہیں مست ہو کر ساتیا ہم تیری محفل سے بہت مضبوط رشتہ ہو گیا اب تو سلاسل سے ترا دل خود ہی محل ہے تجھ کو کیا کام محفل سے بہت ارمان لیے جاتا ہوں ظالم تیری محفل سے لگا کر تیر قاتل کھینچتا ہے کیوں مرے دل سے</p>	<p>بھرنے ج شمن سالم محبت ہو گئی ہے مجھ کو اک زہر و شائل سے خیالِ ابروے پر خم کبھی جاتا نہیں دل سے تری بے اعتنائی نے اثر دکھلا دیا قاتل سے جو واقف ہی نہیں اس درد سے وہ اسکو کیا جانے یہ ضبطِ درد ہے قاتلِ نکلان ہو گئے خالی تپِ وقت کی حدت کا اثر ہے ای جگر یہ بھی نہ میرے قتل کا الزام آجائے کہیں اُسپر مزا لیتا ہے تڑپانے میں کیا تجھ کو بتا قاتل فنا کے بعد بھی باقی ہو دیکھو عشقِ لیے کا ازل سے پاری بندِ حلقہ نگیسوے بچاں ہوں دعا میں کیوں نہ دین تجھ کو کہ اس فصلِ بہاری میں خیالِ لعلِ جانان میں رہائی اور جنون کیا ہو سمجھتا ہی نہیں اے قیس کچھ تو اپنی وحشت میں گیا اگر دل مرے ہلو سو کچھ اسکی نہیں پروا نشانی اپنی رہنے دے یہی میری تسلی کو</p>
<p>کسی کے سحر میں آشفاق ایسی نا توانی ہے لبوں تک آہ بھی آتی ہے اب وقتِ سرِ شکل سے</p>	

مفعول فاعلات مفاعیل فل ع ل ن

برجھی سی اک پچھی ہوئی میرے جگر میں ہے
 شوخی غضب کی آگ کی تر بجھی نظر میں ہے
 جس درد کا خیال دل چاہہ کر میں ہے
 کیوں شور بیداروں کا تری رگدڑ میں ہے
 دل میں ابھی چھپا تھا ابھی وہ جگر میں ہے
 اک شوخ فتنہ گر جو ہاری نظر میں ہے
 جانے کا شوق کو چہ بیدار کر میں ہے
 اک آگ سی لگی ہوئی قلب و جگر میں ہے
 ہر دم غلش جو درد کی میری جگر میں ہے
 یہ نیچہ جو آپکی نازک کمر میں ہے
 اے سوزشِ فراق یہ حدت جگر میں ہے
 نقصان یہ ضرور ادھر ادھر میں ہے
 مدت ہوئی ہے جب سو ہی درد میں ہے
 جو لطف تیری وعدہ شام و سحر میں ہے
 ساقی کی چشم بست کا عالم نظر میں ہے
 اللہ کس غضب کی نزاکت کمر میں ہے
 بس لطف عمر بھر کا اسی دوپہر میں ہے
 اشفاق پھر بھی دیر ظور سحر میں ہے

بحر مضارع مثنیٰ مغرب کفوف محذوف

جب سے تری نگاہ کی شوخی نظر میں ہے
 دل میں ہے وہ کبھی کبھی میرے جگر میں ہے
 نا آشنا ہیں اُس سے ہمارے دل و جگر
 کس نے کیا ہے ظلم و ستم انکی جان پر
 تیر نگاہِ ناز کی اندری شوخیان
 دل کو قرار ہی نہیں آتا کسی طرح
 تقدیر دیکھیں ہو کو دکھاتی ہے کیا وہاں
 سوزِ تپِ فراق کی شدت نہ پوچھیے
 شوخی نثرہ کی ہو کہ نگہ کی ہے سیرخی
 گردن پہ آج کسکی چلے گا بستائے
 جل بھیں کے ہو گیا میرے سینہ میں دل کباب
 ظرفیتِ زمان و مکان کا پستہ نہیں
 مجھ کو جنون میں بھی نہ گیا زلف کا خیال
 ہے عاشقانِ گیسو و رخسار پر عیان
 کیوں جوشِ بخود ہی نہ مجھے ہر گھڑی رہے
 خنجر کا بار بھی نہیں اٹھتا کسی طرح
 ہے آفتابِ حسن کی تیزی شباب میں
 ہو ٹوٹا نہ جان آگئی اب تو فراق میں

بجر مضارع مثنیٰ اخرب مکفوف محذوف	مفعول فاعلات مفاعیل فاع لن
یہ حال ہو گیا ہے تیرا ہجر یا ر سے فرقت جو ہو گئی ہے کسی گلزار سے گو انتظارِ خط میں مجھے موت آگئی اُس شوخ کے نہ ظلم سہون میں تو کیا کروں پان اور زلفِ یار کا سودا سو اہوا مٹنے کے بعد بھی نہیں صورتِ قرار کی تڑپا کے اضطراب نے پہنچا دیا یہاں ہم سے تپِ فراق یہ تو نے کیا سلوک بعدِ فنا بھی ضعفِ معاون ہے ادصبا کیا ہوتی ہے خلش ترے تیرنگاہ کی	شعلے نکل رہے ہیں دلِ بیقرار سے پڑتے ہیں تیرا بارشِ ابر بہار سے قاصد مرا بھرا نہ مگر کوئے یار سے مجبور ہو گیا ہوں دلِ بیقرار سے آرام کب ملا مجھے فصلِ بہار سے ہر دم بگولے اُٹھتے ہیں میری غبار سے اے ضعف اب قدم نہ اٹھیں کوہِ پار سے جلنے لگا جگرِ نفسِ شعلہ بار سے کیونکر ہا رہی خاکِ اُڑی کوئے یار سے یو جہین گے ہم ضرور کسی دلفگار سے

اشفاق اور آتشِ ہجران مہرکِ اٹھی
پایا یہ لطفِ بارشِ ابر بہار سے

بجر مل مثنیٰ مخبون مقطوع	فَاعِلَاتِنِ فَعْلَاتِنِ فَعْلَاتِنِ
بحث میں آج جو عاجز ہوئے حضاروں سے کہتے ہیں تھک کے مسحا تری بیماروں سے تیغِ ابرو بھی غضبِ تیرنگہ بھی ظالم دخترِ رز سے جو الفتِ نہیں تجھ کو واعظ اب جگر کھائی نکرا اور شکِ مسحا اُن سے	پھول شرا کے گرمی بجا تو ہیں سب باروں سے غیر ممکن ہے شفا ہو تھیں آزاروں سے کس طرح جان بچا ایسے شہکاروں سے پھر عداوت ہے تجھے کیسی سچاؤ دن سے برخی عیب ہے مرتے ہوئی بیماروں سے

<p>جوانچ لی قیمت یوسف جوزلیخا تو نے عشق شیرین میں یہ فرما دے پائی لذت شوق اس درجہ ہوا ہر آنخین خود بینی کا ماہ نوکب ہے مقابل تری پیشانی کا کچھچ آنکھوں مرے سینہ سے قاتل رشتہ نقد دل لیکے تم اب آنکھ ملاتے بھی نہیں حلقہ دام بلا شیخ طریقت بن کر حسن آفت کا قیامت کی ہو شوخی جن میں آنکے بچرم ترے عفو کی ہمت دیکھیں</p>	<p>بڑھ گئی قدر تری سارے خریداروں سے پھوڑتا سر کو پھلوشت میں کساروں سے آنکے روزئے آتے ہیں بازاروں سے گل کو نسبت جو نہیں ہر تری خساروں سے دل کو الفت ہر تری تیر کے سواروں سے ایسے بزار ہو کے اپنی خریداروں سے لینگے بیت تری زبانوں کو گرفتہ دن سے دل بچائے کوئی کیا ایسے طرحداروں سے منہ سرخسر چہا یا نہ گنگاروں سے</p>
--	---

دل دکھانا ہی سدا کام ہو جکا اشتفاق
خاک امید ہو پھر ایسے جفا کاروں سے

<p>بحر ہرج مشن سالم نہ پوچھو خانہ دل میں ہاری کون جہان ہے دل تا شا دکو جب سے خیال زلفیہ چان ہے مرے دل میں یہ کسکی کشاکش ہر وقت او ظالم ہجرم یاس و حرمان نے ٹکال آنکھوں دم بھر میں سیجا سے بھی کچھ اُس کا مداوا ہو نہیں سکتا تماشا دیکھ او ظالم کہ تیری تیر کا پیکان چھڑایا قتل کر کے آنے آلام جدائی سے</p>	<p>مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن وہی اک درد ہی جو بد تو نہ دشمن جان ہے ہماری سر پہ احسان جنوں فتنہ سامان ہے ترا تیر نظر ہے یا تری شرکان کا پیکان ہے دل مایوس میں میری کمان اب کوئی ارمان ہے دل بیتاب میں او چارہ گر جو درد پنهان ہے جو دل میں دیکھا تھا ٹوٹ کر بٹا کر ارمان ہے مرے سر پر تری تلوار کا قاتل احسان ہے</p>
---	--

<p>کوئی ہے جان کا دشمن تو کوئی دل کا خواہاں ہے بہار آئی ہوئی ہے ابر ہے بارش کلساں ہے ہمارے خونِ ناحق سے جو وہ قاتلِ پشیمان ہے نہ پوچھا میری قاتل نے کہ دل میں کن ارمان ہے نزاکت پر تری قاتل مرا ہر زخمِ خندان ہے مگر ای دردِ الفت جان دیدین بس آسان ہے جگر ہے مضطرب ہر دم تو میرا دل پریشان ہے دیا تھا ہم نے دل جکھو وہی اب دشمنِ جان ہے</p>	<p>ترا انداز ہو یا ناز ہو دونوں قیامت ہیں پلا دی ہم سے زندوں کو کٹی گل رنگ اور ساقی ہو اہی بعدِ مردن اور بھی رنج و قلق ہم کو یہ ہے تاکہ می قسمت کہ وقتِ قتل بھی مجھے لگتا ہے جو لگا ہاتھ تو تلوار کا مجھ پر کہمان اب ضبط کی طاقت کہ روکین آہ و نالہ کو تمھاری چشم و گیسو نے اثر ڈالا ہے دونوں پر یہ اپنی خوبی قسمت ہو کس سے ہو گلہ اس کا</p>
---	---

مجھے مجروح کر کے کی نمک پاشی یہ قاتل نے
 کہ اب ہر زخمِ دل آشفاق گویا اک ٹھکان ہے

فاصلاتِ فاعلاتن فاعلان

بحرِ ملِ سدس مخدوف

قتل ہونے کا مجھے ارمان ہے
 سخت مشکل میں ہماری جان ہے
 کیا بتاؤں دل کو جو ارمان ہے
 جان بھی اب آپ پر قربان ہے
 جس نے دیکھا ٹھکو وہ حیران ہے
 ظالموں کی بس یہی پچان ہے
 آپ کا مجھ پر بڑا احسان ہے
 اب کہمان دل میں کوئی ارمان ہے

اب روئے قاتل پہ دلِ قربان ہے
 رات دن اُس بیوفا کا دھیان ہے
 تیری صورت دیکھ کر اور شکِ حور
 دل تو پہلے ہی کیا ہم نے نثار
 کیا کرشمہ حسن کے جلو میں ہے
 دل دکھانا دل جملانا ہر گھڑی
 اپنی محفل سے نکالا غیور کو
 ہر گھڑی ہی یاس و حسرت کا ہجوم

مہتوجب جانیں کہ ایفا ہو کبھی مشکون سے بھر کی ایدل مجھے ہمارے دل سے دور ہوتا ہی نہیں	وعدہ کر لینا بہت آسان ہے جان دیدینا بہت آسان ہے تیر کیا ہے مبتلا کی جان ہے
---	--

دل کسی پر آپ کا قربان ہے	بے سبب آشفاق یہ زاری نہیں
--------------------------	---------------------------

مفرا عیلم مفرا عیلم مفرا عیلم	مفرا عیلم مفرا عیلم
-------------------------------	---------------------

آپش ہے درد ہر سوز جدائی ہر مصیبت ہر کسی سے کیا کروں شکوہ یہ اپنی اپنی قسمت ہر نوشی ہوتی ہے جس کو وہ ہے تیرے وصل کا ارمان ہوا ہر جب سے وہ تیرا نگاہ ناز سے زنجی نہیں چلتا کسی دن تیرا غم میری گردن پر جفاؤں سے تیری اویو فاکھ بھی نہ فرق آیا نئے انداز کیونکر ہوں نہ تیری ظلم کے ظالم کس دم ہاتھ سے اپنو وہ کیونکر آئے رکھیں چھٹا شام جدائی سے تو صبح حشر آ پہونچی جو بیٹھے پاس اگر دل میں میری چٹکیاں لے لیں ترا نقصان ہو اسمیں بتا کیا نا صبح نادان تھارا نام کب مٹنے لیا ہے کیون بگڑتے ہو نڑپتے لڑتے رہتے ہیں ہر لحظہ جدائی میں	بیان جس کا ہر نام کو میرے دل کی حالت ہے عدو کے دل کو رات ہو میرے دل کو مصیبت ہے لڑ جاتا ہر جس سے دل وہ ظالم تیری نیت ہے بتاؤں کیا تجھ کو چارہ گجو دل کی حالت ہے بہت مدت سے اوقات میں تجھ شوق شہادت ہے وہی دل کی تمنا ہے وہی تیری محبت ہے زمانے کے حسینوں سے زالی تیری صورت ہے انھیں خود پیارا آ جاتا ہر ایسی انکی صورت ہے میری تقدیر میں ہر دم مصیبت ہی مصیبت ہے بلا کی تم میں شوخی ہے قیامت کی خزارت ہے اگر میں اُسہ مرا ہوں تو یہ میری طبیعت ہے فلک کے ظلم کی بیشک میری لبت شکایت ہے ہمارے حال پر آشفاق یہ انکی غایت ہے
---	---

فا علان فسلان فسلان فسلان

عشق ساقی سے ہر ذرا کس سے بیانون سے
جھوٹے رند چلے آتے ہیں بیانون سے
بھر گئے کان ترے ظلم کا افسانوں سے
بچے چلتی رہے عبا بھی تری دیوانوں سے
یاس روتی ہے لپٹ کر مزار بانوں سے
قید خانے ہوئے آبا وجود دیوانوں سے
رہا کفار بڑھاتے ہیں مسلمانوں سے
عشق میں خانہ دل تنگ ہے مہمانوں سے
کچھ صداروں کی آتی ہے بیانون سے
حال پوچھے یہ کوئی چاک گریبانوں سے
زندگی کا ہر منزل انھیں مہمانوں سے
آج پیہم یہ صدار آتی ہے بیانون سے
سیر ہوتا ہی نہیں دل مرا بیانون سے

بجریشن مشن مجنون مطلق

ہم اٹھائیں گے نہ بستر کبھی بیخانون سے
چس نہ چسے کہیں اعطیے سر راہ حرم
ہر زبان پر سر محشر ہے شکایت قاتل
عشق کیسویں ہے یہ جوش جنوں کی سیت
ہجرین اس کے نکلنا نہیں ممکن ان کا
سچ بتا کس کے کرشمے ہیں یہ ایذا رسا
زلخیں رخسار پہ آتی ہیں خدا خیر کرے
یاس و حسرت کا ترے ہجر میں رہتا ہی پیہم
آج دیوانوں میں ہر قیس کا ماتم شام
شوق کیوں جامہ درمی کا انھیں پہنا ہوا
خانہ دل میں رہا کرتے ہیں ارمان لاکھوں
ہیں کہ ہر رند بلانوش بہا را آئی ہے
ساقیا تو خیم و منہ سے لگامے لا کر

کیا تعجب ہے جو اشتقاق کی برائے مراد
ساز رکھتے ہیں اگر اس کے نگہ بانوں سے

مفاعیلن فاعلان مفاعیلن فاعلان

کھڑے ہیں دیر سے ہم عرض دعا کے لیے
حضور ہاتھ اٹھا دین مگر دعا کے لیے

بجریشن مشن مجنون محذوف

بتو اٹھاؤ نظر اب ذرا خدا کے لیے
وہ ہوتا تھا کے لیے یا مری شفا کے لیے

مسیح بھی اگر آئین مری در ا کے لیے
 نہ آئین پاس مری چارہ گرد و ا کے لیے
 نگاہ لطف مجھے چاہیے دوا کے لیے
 اٹھائے ہاتھ کسی شیخ فدعا کے لیے
 تڑپ رہی ہے زبان عرض دعا کے لیے
 سر سرازہ ہی آؤ ذرا خدا کے لیے
 کروں میں کون سی تدبیر اس بلا کے لیے
 مرا گلا ہے فقط خنجر جفا کے لیے
 زبان جب نہ کھلی منفعہ دعا کے لیے
 کبھی خدا سے نہ مانگی دعا شفا کے لیے
 یہ سارے رنج ہیں اک جان مبتلا کے لیے
 کہاں دلون کی کمی تم سے دربار کے لیے
 ہماری بات بھی سن لو کبھی خدا کے لیے

مریض عشق ہوں صحت نہیں بمقدور میں
 مرا وہ درد ہے بڑھتا ہے جو علاج کیساتھ
 نظر سے قمر کی اٹھا ہے درد سینہ میں
 یہ میرے درد نے چمکائی ہے مری تقدیر
 جو حکم ہو دلِ بیتاب کی کمون حالت
 تمام عمر نکالی نہ تھے حسرت دید
 کیسی زلفت کی الفت ہر جان کی طالب
 نگاہ لطف تو رہتی ہے غیر پر قاتل
 نگاہِ یاس سے دیکھا ہے مینے سوے فلک
 بتو پسند ہے درد عشق ایسا ہے
 ادھر ہے ظلم ترا اور ادھر ہے جورِ فلک
 پھنسے ہوئے ہیں ہزاروں تمھاری گلیو میں
 عدو سے مشورے ہوتے ہیں و زخوت میں

عدو سے ملے جلاتا ہے جو تمہیں آشفاق

تڑپ رہے ہو عبت ایسے بیوفا کے لیے

فلا علان فسلان فعلان فعلان

آنکھیں جھک جائیں گی یوسف کے خریداروں کی
 ہو کبھی دل کو محبت نہ ستمگاروں کی
 دیکھی جاتی نہیں حالت تری بیماروں کی

بحر مل مٹن مخبون مقلوع

نظر آئے گی جھلک جیتے رخسار و نکی
 یہ دعا ہجر میں ہے تیرے طلبگاروں کی
 کشمکش نزع کی اور جانب درہن انگین

پاکے دو پھول نہ رخسار کے اترائیں حضور
 ہاتھ جل جائیں یہ حدت ہو شبِ فرقت میں
 ابرو وں میں ہر تری کاٹ بلا کا قاتل
 جھوم کر ابرو سیہ چرخ پہ آیا ز اہر
 جنکے ہم تابع فرمان ہیں یہ سن لے واعظ
 خون عشاق پلانے ہیں مگر ادق قاتل
 ہوتی جاتی ہے ترے حسن کی شہرت ہر سو
 نزع میں موت نہ آنی کی قسم کھا بیٹھی
 آتشِ ہجر کی شدت کا بتاؤں کیا حال

آبرو آکے خزان کھلتی ہو گلزار وں کی
 نبض دیکھی جو سیجا ترے بیمار وں کی
 دھوم عالم میں مچی ہو انھیں تلوار وں کی
 دیکھ مقبول دعا ہو گئی میخوار وں کی
 کوئی پرسش ہی نہیں اُنکے گنگار وں کی
 پیاس بجتے نہیں دیکھی تری تلوار وں کی
 بڑھتی جاتی ہے جو تعداد خریدار وں کی
 جان آفت میں بڑی ہو تری بیمار وں کی
 دل میں حدت ہو دکتے ہوئے انگار وں کی

ایسی تاریک ہماری شبِ غم ہے آشفاق
 آنکھ کھلتی ہی نہیں چرخ پہ سیار وں کی

بحرِ ہرج منہن اُخر بکفوت مخدوف
 دل پر ہی کبھی اور کبھی سووی جگر ہے
 دل میں ہے کبھی درد کبھی دردِ جگر ہے
 اب دل میں غمِ ہجر کمان نام لہو کا
 جلوہ ہو مرے گھر میں یہ اُس رشکِ قمر کا
 حاضر ہے پئے نذر مراد دل بھی جگر بھی
 اشد رمی او تیرِ نظر تیری شہادت
 گر بال سے باریک بھی ہوتی نظر آتی

مفعول مفاعیل مفاعیل مفعولن
 آفت سرِ محفلِ قری و زدیدہ نظر ہے
 فرقت کا تری رشکِ مسجایہ اثر ہے
 جو آنکھ سے آتا ہے مری خونِ جگر ہے
 یا میری دعا ہے شبِ فرقت کا اثر ہے
 بتلاؤ تو کیا چیز تمھیں یہ نظر ہے
 آرام سے سینہ میں نہ دل ہو نہ جگر ہے
 یہ وہم کی باتیں ہیں کمان اُسگر کر ہے

وہم بھرین وہ دل لے گئی پہلو سے ہمارے سنتے ہیں کہ وہ چین سے سونے نہیں پاتے جس کی طرف اٹھ جاتی ہر چھ جاتی ہر دین چلتا ہے جو گردن پر جو چھ جاتا ہر دل میں وہ محو ہیں باتوں میں رقیبوں کی سرزم	اوشوخ غضب کی تری دزدیدہ نظر ہے ہاں کچھ تو ضرور آہ رسا تجھ میں اثر ہے تیری نگہ ناز میں بر جھی کا اثر ہے یہ شجر ابرو وہ ترا تیر نظر ہے میرے دل بیتاب کی گہب انگو خبر ہے
--	---

آنا نہیں آشفاق وہ ظالم شب وعدہ
اب دل کا ستانا جو اُسے مد نظر ہے

بجز رمل شمن مخدوف	فا علاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن
قتلگہ سے جب بچا لائی گرا نجانی مجھے اُن وہ کہتے ہیں دکھاؤ درد پنهانی مجھے لخت دل خون جگر کرنا نہ حاضر کس طرح وہ بھی ہوں گے جنکو عشق وصل ہر دم نصیب رات کو اُلجھن ہوئی اور دن کو سودا ہو گیا غیر کے مرنے کا تھا صدفیت تجھ کو بھی الم قتلگہ میں لائی ہے شرمندہ کرنے کے لیے بے سبب زاہد نغین رندوں میں اگر بیٹھنا اب گریبان ہی ہو مطلب اور نہ دامن سے غرض دیکھ کر مضطر مجھے بالین سے وہ کس اٹھا پایان کی بھر خوشا دے نہ ہتا واسطہ	تین قاتل سے ہوئی کیسی پشیمانی مجھے کشکش میں ڈالئی ہو انکی ہمارا دانی مجھے اعظم جانان تری لازم تھی نہانی مجھے عمر بھر کرنا پڑی فرقت کی مسانی مجھے عشق کیسو میں ہی ہر دم پریشانی مجھے زلف جانان یاد ہے تیری پریشانی مجھے نازکی انکی انھیں میری گرا نجانی مجھے ہو گئی معلوم تیری پاک دامانی مجھے جوش و شہت میں پسند آئی ہر عرانی مجھے کر دیا بیتاب کیوں او درد پنهانی مجھے کاش لمبائی کیلے گھر کی درباری مجھے

<p>رکھتی ہو بچپن کی خانہ ویرانی ہے مجھے کیا سکھاتا ہے تو زائد پاکو پانی ہے مجھے اُس کے آگے کس طرح ہوگی پشیمانی ہے مجھے چھونک دلیکا ایک دن یہ سوئے پشیمانی ہے مجھے کارمشکل میں نظر آتی ہے کس پشیمانی ہے مجھے ہو گیا معلوم تیرا راز پشیمانی ہے مجھے</p>	<p>خانہ دل میں نہ رکھایا س نے ارمان کوئی دشت رز کو فصل گل میں چھوڑ دوں مکن نہیں جان باقی ہجر میں ہے حسرت دیدار سے ساتھ سیر اگر نہ چھوڑا تو نے اذیتِ نقان جب نگاہِ لطف ہدی ہے شکر کی کبھی کھینچ کر بیان جگر سے ہنس کے کہنا تھا ستم</p>
--	--

ہو گیا آشفاق وہ ترکِ وفا پر مفلس
 کیوں نہ ہو کر جفا سے خود پشیمانی ہے

<p>فاغلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن چین کس طرح مجھے اہل شبِ بحر ان آئے پانی پانی ہو زمین نوح کا طوفان آئے اب بھی آئے تو بہت جلد بحران آئے کھینچ کر آپ عبتِ خنجرِ بحر ان آئے اشکِ خونی جو روتا ہے گریبان آئے ختمِ دامن ہو تو پھر تاجِ گریبان آئے کند و قاتل سے کہ اب لیکو تاجِ بحر ان آئے جوشِ دشتِ بحر میں جو ہم سے بیابان آئے لیجے حضرتِ دل سرِ بحرِ بحر ان آئے موت سے پہلے نہ وہ علی و بحر ان آئے</p>	<p>بحرِ ملِ شبنِ مخجونِ مقطع یادِ ہر وقت جو وہ زلف پریشان آئے کبھی روئے ہے اگر دیدہ گریبان آئے بعدِ میرے جو سرِ گورِ غریبان آئے تمہارے قتل کو ابرو کا اشارہ کافی دل کے زخموں کا پتہ مل گیا قاتل سب کو دستِ وحشت کہیں بیکار رہے گا میرا ہو کے مجروح مجھے شوقِ ہوا یدِ اکا پیشوائی کو بڑے سیکڑوں کا رصحرا کوچہ زلف میں جانے کا ملا ہے بدلا معجزہ سب کو دکھاتا ہے اگر تو نظر</p>
---	---

<p>اثر آمیز اسیر و ن نے کیے جب نہ لے اک نہ آئے نے تمہاری یہ ستم ڈھائی ہیں تنگ اگر یہ ترے ظلم سے مین کہتا ہوں تیرے آنے میں جو تاخیر ہوئی او قاصد لاشیں عشاق کی نکلی ہیں ترے کوچہ سے فصل گل مین یہ دعا کرتے ہیں مرقانِ چرن حسن کے رعب سے کچھ کہ نہ سکا مین نفوس اُس کے کوچہ میں نئی ہر پہ نہیں یہ اُفتاد</p>	<p>خاک پر ٹوٹ کے قفلِ در زندان آئے یاس و غم رنج و الم سب شبِ ہجران آئے عمر بھر اب نہ کبھی پھر دلِ نادان آئے دل مین کیا کیا نہ خیالات پریشان آئے لیکے ارمان گئے کھوکے وہاں جان آئے اب نہ صیاد کبھی سوئے گلستان آئے دل مین کیا کیا نہ اُسے دیکھ کو ارمان آئے کھوکے دل سیکڑوں با حال پریشان آئے</p>
--	--

وصل کے روز یہ اشفاق دعا کرتا ہوں
ساتھ اب نہ بلائے شبِ ہجران آئے

<p>بحرِ ملِ شمنِ مخجونِ مخدون دل جو اُلجھا تھا ترے گیسوِ سچاں مین کبھی تاوکِ ناز نہ ٹھرا دلِ نادان مین کبھی ہم اسیرانِ قفسِ دل مین کہا کرتے ہیں ہائے اسد رچہ مجھے ضعف نے مجبور کیا ہم تڑپتے ہی رہے وصل کے ارمانوں مین صند ہے کیا مجھے جو پابندِ قفس رکھا ہے ہو گیا عشق کسی آئنے رو کا جب سے ضعف یہ جوشِ جنون مین کہ جبرِ اٹھ نہ سکا</p>	<p>خا علاتنِ فحلاتنِ فحلاتنِ فحلاتن فرق آیا نہ مرے حال پریشان مین کبھی آف نہ آبادی ہوئی خانہ ویران مین کبھی ہے مقدر مین تو پہنچنے گلستان مین کبھی آہ بھی منہ سے نہ نکلی شبِ ہجران مین کبھی وہ ستمگار نہ آیا شبِ ہجران مین کبھی رہنے دیتا نہیں صیادِ گلستان مین کبھی خواب آیا نہ مریدِ حیران مین کبھی باقہ اُلجھا جبرِ تارِ گریبان مین کبھی</p>
---	--

<p>جوش و خشت میں کمان ایک جگہ پر قیام ہوں گے وہ میرے ہی وعدہ منور جو پورے سیرجی آتھریے یوں سو کے جگایا ہے اُسے</p>	<p>کوہ پر ہم جو کبھی ہیں تو بیاہان میں کبھی فرق پڑتا نہیں گر آپ کے پیسان میں کبھی نہیں آتی ہی نہیں چشم نگہ بان میں کبھی</p>
<p>فصل گل آئی بڑھا جوش جنوں بھرا شفاق ہم نہیں رہنے کے اب خاۂ زندان میں کبھی</p>	
<p>بکھر ہنچ دشمن سالم</p>	<p>مفا عیلمن مفا عیلمن مفا عیلمن مفا عیلمن</p>
<p>ہمیں یوں بھید اُنکے کیسو نکادل سے ملتا ہے انگہ سے ملتی ہے شوخی تو پیکان دل سے ملتا ہے کلیجہ اشک کے بھالو نے ہو جاتا ہے خود زخمی مقرر آج اُنکا ہاتھ ہر دشمن کے سینہ پر خفا کے بعد بھی اللہ سے جوش الفت لیلی عدو کے روزِ حل ہوتے ہیں عقدِ رواہ رقی قسمت بری ہو جائے وہ انکار کرنے سے یہ مشکل ہے جگر کی آرزو کا خون ہو جاتا ہے او ظالم ہجومِ یاس اب ایسا ہوا ہے واسے ناکامی روانی آنسو دن کی اس قدر اب ہر شبِ غم میں میں وہ ناکام ہوں باوجود مخالفتِ پیرِ دہلی ہے کھنچا قاتل تو وہ بھی کھنچ گیا ہر دای ناکامی جہان کی رہبری سے ادھڑا ہنِ خضر بھی ترسان</p>	<p>پتہ منزل کا جیسے رہرو منزل سے ملتا ہے یہ خلعت اور یہ انعام اُس محفل سے ملتا ہے کمان سے چھوٹ کر جب تیر ہر دل سے ملتا ہے پتہ اسکا ہمارے اضطرابِ دل سے ملتا ہے غبارِ قیس اُنھکے دشت میں محل سے ملتا ہے جواب آسان سوا لونکا ہیں مشکل سے ملتا ہے نشانِ خونِ لیل دامنِ قاتل سے ملتا ہے ترا تیر نظرِ جوت آگِ دل سے ملتا ہے پتہ اسید کادل میں بڑی مشکل سے ملتا ہے ہمارا دامنِ تروا من ساحل سے ملتا ہے سفینہ میرا اگر جب کبھی ساحل سے ملتا ہے کمان اب آگے خبر گزن لیل سے ملتا ہے پتہ اُس راسنہ کا خیر قاتل سے ملتا ہے</p>

بدن پر زخم سب اسکو لب فریاد ہیں گویا
 شہر جاتا ہے دل جب کوئی گہرا ز پڑتا ہے
 کھلا کٹتا ہے کٹنے دی نہ کچھ افسوس کرایدل
 پتہ تیرے ستم کا اب تری بس سے ملتا ہے
 خدا جانے نرا کیا خنجر قاتل سے ملتا ہے
 بڑی قسمت ہو جو وہ خنجر قاتل سے ملتا ہے

ہزاروں زخم تیغ ظلم کے کھاتے ہیں سینہ پر
 محبت کا یہ پھل آشفاق اس قاتل سے ملتا ہے

بجز زنج شمن سالم

مجھ آنکھ آرزو سے خود نمائی ہوتی جاتی ہے
 یہ کیا باعث ہے کیوں ہم سے جدائی ہوتی جاتی ہے
 اوڑا جاتا ہے رنگ و رخسار ہماری بیوفائی سے
 سر محفل تمھارے پیچہ رنگان کی شوخی سے
 تری دل پر اثر کچھ بھی نہیں ہوتا ہوا ظالم
 اودھڑ چٹا ہے رکھا ہے جسکو کٹد خنجر رنے
 ہزار اک اندر اودھڑت جنون تیری عنایت سے
 تمھاری آنکھ کے پھرتے ہی کیا گردش قسمت ہے
 مچھ آئینہ کی قسمت کی رسائی ہوتی جاتی ہے
 رقیبوں کی وہاں شائد رسائی ہوتی جاتی ہے
 ہجوم یاس کی دل میں رسائی ہوتی جاتی ہے
 جگر کے پار انکشت حسائی ہوتی جاتی ہے
 فلک تک میری آہوں کی رسائی ہوتی جاتی ہے
 نزاکت سے اُدھڑ دہری کلائی ہوتی جاتی ہے
 گریبان اور دامن کی صفائی ہوتی جاتی ہے
 مخالف ہم سے اب ساری خدائی ہوتی جاتی ہے

کٹا دن آگنی آشفاق کیا شام شبِ فرقت
 جو دل پر انکسر غم کی چڑھائی ہوتی جاتی ہے

بہر زلی شمن مخدوت

بب ذرہ کہتے ہیں مری امیدواری چاہیے
 ہجر میں ہمراہ آسکے آہ و زاری چاہیے
 پھر نہ ایدل تجھ کو ایسی بقرا رہی چاہیے
 اے جگر تجھ کو بھی دل کی پاسداری چاہیے

نزع میں بھی اُنکے آنے سے نہو مایوس دل
 اسی دل درد آشنا کب ضبط سے نکلا گا کام
 ہاے یہ ایام بارش اور وہ ہم سے جدا
 لیکے دل بوسہ کے وعدی پیکر تپ خلافت
 صبح کو وعدہ کیا اور تو ڈٹا لاشام کو
 فصل گل میں آب و دانہ کی محبو خواہش نہیں
 اُڑ ہی آئین گے کس دن بھول میری قبر پر
 المیہ دای ضبط فریاد و فغان ہونے نہ پائے
 کب تک اسی چرخ ستم پیشہ تائے گا مجھے
 اسی جنون تیری ترقی اور ہے ممکن ابھی
 چشم مست یار کا ہر دم اشارہ ہے یہی
 تاک میں ہر دم سر محفل ہے دزدیدہ نظار

عاشقوں کو ہر گھڑی امید واری چاہیے
 سامنے اُس شمع کے کچھ سفیر ارحی چاہیے
 دیدہ تر ہر گھڑی اب اشکباری چاہیے
 کچھ خدا کا خون کچھ ایمان داری چاہیے
 عہد میں کچھ تو ستمگر باؤداری چاہیے
 دام سے صیاد تیرے رستگاری چاہیے
 التفاتِ موجدِ بادِ بہاری چاہیے
 رازِ الفت کی تجھے بھی پاسداری چاہیے
 انتظارِ یار کو کیا عمر ساری چاہیے
 جوشِ سودا کے لیے بادِ بہاری چاہیے
 دور میں میری ہمیشہ بادِ بخاری چاہیے
 اسی جگر دل کی تجواب ہو شاری چاہیے

اور عشقوں سے کچھ مطلب نہیں آسفاق کو

سامنے آنکھوں کے بس صورت تمہاری چاہیے

بحرِ ملِ مٹنِ مجذوب

فاصلاتِ فاصلاتِ فاعلماتِ فاعلم

پوچھتے کیا ہو شرارتِ ابرو سے خمدار کی
 شوخیان و کھلائیں گے تیرے نگاہ یار کی
 بس طرح پر ہو کی بھر بھر کے آزادی کی
 سٹارہ ہیں سیکڑوں طرزِ خرام ناز پر

چوٹ کھائی ہو سرِ دل نے اسی تلوار کی
 کھینچ کر تقدیرِ اسی دل سینہ افکار کی
 کوئی صورت ہو نہ جب آسفاقِ صول یار کی
 دہوم ہے عالم میں تیری شوخیِ رفتار کی

آہے چھوٹے زبان تر ہو گئی ہر خار کی
 پھر تک دیگی دل کو مدت آتش رشتہ کی
 اور پوری آرزو پوٹا لب ویدار کی
 سیر کی ہم نے نفس میں بیٹھ کر گزار کی
 سیری غمخواری سے یہ حالت ہوئی غمخوار کی
 کچھ عجب حالت ہوئی ہے اب مزاج یا رکی
 آنکھ پھر چھپکی نہ اب تک نرگس بہار کی
 آرزو نکلی نہ دل سے یار کے دیدار کی
 حشر کی تصویر ہے شوخی تری رفتار کی
 پھر نہ یہ شہرت رہے گی ابر گوہر بار کی
 سانس اکھڑ کر کہ رہی ہے نزع میں بہار کی
 وید کے قابل ہے صورت زخم دامن دار کی
 دیکھ لے رنگت جو وہ تیرے گل رخسار کی
 وید کے قابل نہیں صورت تری بہار کی

ہمت جوش جنون صحرانوردی میں یہ ہے
 جس گھڑی اُس شعلہ رو کے رخ اٹھیں نقاب
 طور خاکستر ہو اور برق تجلی مرصبا
 فصل گل میں بجلیاں چلی ہیں اس انداز سے
 دیکھ کر آسکو بھی رو دیتے ہیں سب اہل قلق
 بیوفائی - ظلم بیجا - برہمی ہر بات پر
 دیکھ کر حسن رخ گلرو یہ حیرت ہو گئی
 عمر گذری کچھ اثر دیکھا نہ اپنی آہ میں
 عاشقوں کے دل پسے جاتے ہیں ہر ہر گام پر
 ہجر میں اُس خوب رو کے گریہ آنکھوں کو اشک
 روٹھنے والے نہ آئے ہیں نہ آئیں گے کبھی
 یاد کا ریتخ قاتل سیکڑوں ناسو بہن
 پھر گلون کا نام لے بیل و گلشن میں کبھی
 پھر گئی ہیں پتلیاں - لب شک بہن چہرا زرد

باز آیا وہ نہ اسے آشفاق جو روضہ سلم سے
 گو خوشامد ہم نے اُس بیت کی ہزاروں بار کی

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

بحر ہزج مثنیٰ سالم

اُسے بھی اتنی ہی محبت و صداقت بڑھتی جاتی ہے
 ترے تیرے نظر کی اب شرارت بڑھتی جاتی ہے

مجھے جس درجہ اُس بیت سو محبت بڑھتی جاتی ہے
 جگر کو کر کے بس اُن دل پر غم میں در آیا

شبِ بچران سحر ہوتی نہیں یارب کسی صورت کمی اتنی بھی اور مسالہ بھی نہیں ہوتی ترقی خیالِ زلفِ جانان مر حبِ تہ کو نہ تھی بچپن میں غم و ظلم اب بہن جو رکے شیدا لگی ہے آگِ دل میں پھر تپہِ فرقت کی شمت ہے جلا کر تارِ میرا دل جگرِ سینہ میں ہر ساعت ادھر شوقِ شہادت ہے اُدھر اٹھتا نہیں خنجر ہمارے قتلِ ناحق کی خوشی کا یہ نتیجہ ہے	گھڑیِ فرقت کی کیا ساعت بساعت بڑھتی جاتی ہے قیہون پر سدا انکی عنایت بڑھتی جاتی ہے شبِ فرقت میں لفظِ مصیبت بڑھتی جاتی ہے جوانی آتی جاتی ہر شرارت بڑھتی جاتی ہے مردِ داغِ جاگر کی پھر حرارت بڑھتی جاتی ہے تپِ بچران تری ہر وقت حدت بڑھتی جاتی ہے مری حسرت تو قاتل کی ذات بڑھتی جاتی ہے تمھارے ظلم کی دنیا میں شہرت بڑھتی جاتی ہے
--	--

کیسی بیوقوفی سے یہ اب اشفاقِ حالت ہے

مٹی جاتی ہیں ارمانِ دل کی حسرت بڑھتی جاتی ہے

بجز رملِ شمعِ محذوف

فاحلاتن فاحلاتن فاعلماتن فاعلن

جو دکھائیں چرخ نے نیرنگیان دیکھا کیے
کیا کہیں ہم کس قیامت کا سماں دیکھا کیے
ہم تصور میں بہارِ بوستان دیکھا کیے
ہو کے ہم مایوس گردِ کاروان دیکھا کیے
دور سے جس بت کا سنگِ آستان دیکھا کیے
سخت دلِ مقتل میں مجھ کو نہ جان دیکھا کیے
میرہان نے گھر لٹا یا میزبان دیکھا کیے
یاس کی نظروں سے اسکو نہ جان دیکھا کیے

آشیان پر گرتے ہم برقِ تپان دیکھا کیے
سرو قدِ تعظیم و شمع کو وہ اٹھو بنیم میں
عمر بھر قسمت نے پابندِ قفس رکھا۔ مگر
جب ہوا دشوار منزل پر پہنچنا صفت سے
کب ہمارے دل سے نکلی سجدہ کمرنگی ہو
اُن نہ رحم آیا ذرا بھی میری حالِ زار پر
دل جگر میں اب کہاں صبر و سکون اور شوقِ یار
بڑے قاتل نے دیکھا حیف پھر انکی طرف

کس قلق سے یہ تماشباغبان دیکھا کیے ہجرین ہم آہ سوزان کا وہان دیکھا کیے ظلم تیری اور جور آسمان دیکھا کیے دل میں اپزرات دن سوزنمان دیکھا کیے خواب میں ہم سیر گلزارِ جنان دیکھا کیے	حیف گلشن کو یہ باغِ زان نے پانحال دل بگر جلتے رہے لیکن بچانا تھا محال دہرین ہم نے نہ دیکھا عیش و عشرت کو کبھی عشق میں اک شعلہ دے کیا کہیں کیا حال تھا سو گئے جب رات کو اُس حور و ش کی یاد میں
---	---

تا کتا چکو رہا آشفاتی وہ ظالم - مگر
رات بھر ہم بھی نگاہِ پاسبان دیکھا کیے

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

بجز ہرچ شمن سالم

عضب ہو گا کہ لیلی پردہ محل سے نکلیگی
تن بیل سے قاتل روح بھی مشکل سے نکلیگی
دعا تیرے لیے قاتل ہمارے دل سے نکلیگی
گناہ قتل ہونے کی نہ ہرگز دل سے نکلیگی
تری تلوار جدمِ سیدہ لبس سے نکلیگی
اثر آمیز آہِ آتشین جب دل سے نکلیگی
کہ ورت کس طرح ایجانِ تہا رزل سے نکلیگی
جو نکلیگی یہ حسرت تو بڑی مشکل سے نکلیگی
شہادت کی تمنا خیر قاتل سے نکلیگی
جو دل میں آرزو ہو کس طرح وہ دل سے نکلیگی
جو دل میں چہرہ گئی ہو چہرہ مشکل سے نکلیگی

اثرینِ ڈوب کر جب آہِ مجنون دل سے نکلیگی
تری شمشیرِ بران گرنے اُسکے دل سے نکلیگی
چراغے قتل کر کے ہاں ہمیں تو رنجِ فقرت سے
ہماری سخت جانی نے ڈرا رکھا ہو قاتل کو
یہ ربطِ باہمی ہے دل نکل آئے گا ساتھ اُسکے
جلاد بگی شبِ غمِ سقفِ گردون کو جلاد بگی
اڑا کر خاک بھی تنگ آگئے ہم اب تو بتلا دو
ان کوئی آسان نہیں ہے فرقتِ دلبرین مر جانا
کھنچا دیکھا ہے ایدل خواب میں ابرو جاناں کو
حریفِ عیشِ ہر گردون مخالف وہ ستم پرور
بھروسا ناخنِ تدبیر پر آشفاق بچا ہے

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

گلا میرا کئی دن سے تو شمشیر قاتل ہے
رو الفت جسے کہتے ہیں اک رشوا نزل ہے
بڑی شکل میں بیل ہے بڑی شکل میں بیل ہے
ہمیں تو اک قدم کا فاصلہ بھی ایک منزل ہے
کہ ہر بیاباں رو کو چھتا ہوں مرادوں ہے
سمجھتے ہیں وہ شاید پاس اس کے دوسرا دل ہے
تری تر جی نظر میری لیے شمشیر قاتل ہے
نہ لیلی کا پتہ کچھ ہے نہ اب لیلی کی محل ہے
حریف عیش و عشرت در وہ غم میں مرادوں ہے
ہمارے پاؤں پر کر سخت مشکل میں سلاسل ہے
میں تھک کر بیگیا ہوں اور کو سوچو منزل ہے
یہ ہے آئینہ خانہ یا کہ حیرانہ کی محفل ہے
کہ اک ساعت میں جبریت آتش محفل کی محفل ہے

بجر ہزج شمن سالم

وہ نازک سخت جان میں یا الٹی سخت مشکل ہے
آسانی نہو چنا اس دلِ رنجور مشکل ہے
غضا رٹھی ہے منہ پھیر کر ہونے شمشیر قاتل ہے
پوچھا ضعف سے ممکن نہیں ہر کوئی جانان تک
معاذ اللہ جنوں ہر حد سے بڑھ جانا محبت کا
مرادوں لیچکے ہیں پھر بھی وہ بیٹھے ہیں پہلو میں
کسی دن مار ڈالیں گے یہ غصہ کی ادا مجھ کو
اڑا کرتی ہے ہر دم نجد میں بس خاک مجھوں کی
جو اک اللہ اوتا کامی تقدیر کیا کہنا
جنوں میں زور و خشت باعث فریاد ہر دم
یہ قسمت ہے کہ چوڑا قافلے والوں کو بھی جھکے
ہیمان ہر بیٹھنے والا ہے اک تصویر حیرت کی
خدا جانے نقاب رخ نے اٹھ کر کیا کیا جادو

نہ دیکھے با وفا معشوق اور آشفاق دنیا میں

کوئی ظالم ہے کوئی سنگدل ہے کوئی قاتل ہے

تم

تو اسبج طبع دیوان دوم مسمی به اسم تاریخی باغ دل افروز و زعفر
تحفه اشفاق

از یک تازیان سخن طرازی شهسوار مضمار انشا پر داری سر آید
شاعران با کمال فخر سخنوران ماعنی و حال حضرت مولانا حافظ
محمد برکت الله صاحب رضا لکهنوی فرنگی محلی عم فیضه اجملی
و انجمنی استاد و مستف دیوان هذا

در فارسی

بر کمال خویش اهل سخن را اتفاق
می کند هر شعر او تنقیح در دو اشتیاق
پراثر شد لفظ قطش از کمال التماس
هر غزل آمد بیان انطباق و افتراق
نظر اهل نظر هر دانه از ابستاق
خود عیان شد لطف و شان التماس و اعتناق

بارک الله مر جاد دیوان نا در طبع شد
هست هر سخن تر توضیح چشم انگبار
می نماید نقطه نقطه لطف خال هو شان
بیت بیتش باعث ترنمین بزم عاشقان
قوت جذب دل عشاق دارد و هر شش
مصرع ثانی ز اول متزق آمد چنان

شد ز سودا خونِ رگهای جنون را ا حراق
میشود این غوی او بدول حساد شاق
سرگنده حریف گیر آمد بقعر انزباق
میخورد رشک حسد این گنبد نیلی رواق
بهر سال طبع غنیمت مخزن رنج فراق

۱۳۳۱ هـ

العیاذی و صفت زلف ماہر و بیان العیاذ
یا ذیہ دین در آشفاق رحالی منزلت
پاک از عیب و بری از جہاد اخلاق این کلام
ہر دین از قوت نقش چنان شد مرتفع
ای رخصا چوین مبتلا بودم با نگاہ چنان

اورارو

پہلے سے اچھا ہے یہ بے قیل و قال
بیج تو یہ ہے اس کو کہتے ہیں کمال
کیون نہ ہو ہر شعر اس کا جیٹال
ہو چکی تھیں جو زمین پائمال
بے ٹھہری عشاق ہوتی ہیں حلال
مجھ میں ہے دل کھینچ لینے کا کمال
آفتاب مطلع دہم و خیال

دوسرا آشفاق کا دیوان چھپا
رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے ہر غزل
طرز بندش دل رہا و دل فریب
اوج گردن تک اُنھیں پہونچا دیا
ذکر ابرو کے کشیدہ دیکھ کر
مدعی ہے یہ کلام با اثر
مصرع تاریخ کھدواے رضا

از جمع فضائل منبع فواصل جناب مولانا مولو

محمد نجیب اللہ صاحب نجیب لکھنوی فرنگی محلی

باشفاق علی مشہور آفاق
کہ باشد صاحب اشفاق و اخلاق
جہانے دیدنش را گشت مشتاق

رنگیں نامور سر کہ دہ دہر
سرشت اوست از ہر دہر و مروت
شہرہ مطبوع چون دیوان ثنائیش

نحیب ابن مصرع تاریخ بنوشت	زہے گلہ ستمہ اوراق اشفاق
---------------------------	--------------------------

از شاعر شیرین بیان تاظم جاد و زبان نکتہ فہم کامل جناب منشی
محمد ضمیر حسن خان صاحب دل شاہجہانپوری تلمیذ استاد
مسلم الثبوت ملک الشعر حضرت امیر لکھنوی علیہ الرحمۃ

بصد حسن شد طبع دیوان نادر	زہر شعر پیدا است لطف و لطافت
بگو بہر تاریخ این مصرع ای قول	بہار دل افروز و مجرب فصاحت

از مورخ ہیشال جناب مولانا حافظ محمد روح اللہ صاحب
ادیب لکھنوی فرنگی محلی شاگرد رشید جناب خواجہ محمد باقر صاحب
شید لکھنوی مدظلہ العالی خلاصہ خاندان حضرت خواجہ میر درد

دہلوی علیہ الرحمۃ

واہ کیا دیدان ہے اشفاق کا	کیون ہنوی دل پسند خاص و عام
طبع کی تاریخ لکھو اسے ادیب	شاعر شیرین زبان کا ہے کلام

دیگر

عجب چیز دیوان اشفاق ہے	سراسر پسندیدہ و دلپذیر
------------------------	------------------------

سنو عیسوی اُسکی تاریخ ادیب کو تم یہ نسخہ چھپا سبے نظیر
 از مشہور فکر بلند و طبع ارجمند محمود شعرا ی زبان جناب منشی ابوالفضل
 محمد تصدق حسین خان صاحب شمس لکھنوی مصاحب
 خاص مصنف دیوان و ارشد تلامذہ حضرت مولانا رضا لکھنوی

فرنگی محلی

جو کوئی اس نظم کو دیکھے کلیجہ تھامے
 یہ کلام پر اثر ہے دردا فراسے جگر
 شانِ نظم اس کی ہر خود تعلیم فن عاشقی
 یہ مضامین یہ سخن ایسی زبان ایسا خیال
 شمس گر ہے آرزو تاریخ سال طبع کن
 رونق بزم محبت یہ منیب عشق ہے
 یہ کلام دلربا دلکش حبیب عشق ہے
 حسن بند شہامی ہر مصرع ادیب عشق ہے
 اس کا چھٹا خوبی رنگ نصیب عشق ہے
 لکھ۔ مری سوار کا دیوان طبع عشق ہے

دیکھو

دیوان دوم بھی چھپ گیا شمس
 کیا چلبے شوخ ہیں مضامین
 ہر شعر کا ہے بناؤ اچھا
 اُس رنگ کا ہے نظام اس میں
 خوش رنگ نہ کیوں ہو اس کا ہر بھول
 نازک ہے ہر ایک لفظ دلروز
 اشفاق کا حاصل سخن ہے
 کیا حسن زبان میں بانگین ہے
 کیا خوب سچی یہ آئین ہے
 جس کا کہ ہر اک جگہ چلن ہے
 گلزار کلام کا چمن ہے
 تصویر ادا اے گلبدن ہے

تاریخ اشاعت اب لکھو تم
تکمیل کلام یہ سخن ہے
ویگر

مبارک اے اہل درد الفت کلام اشفاق چھپ گیا ہے
مرادِ قلبِ حزن بر آئی تیجہ نکلامی دعا کا
زبان اچھی خیال اچھا طبیعت اچھی کلام اچھا
یہ دلکشی سخن غضب کی یہ رنگِ حسن اثر بلا کا
تسلی ضبطِ آفرین ہے دو اکے دردِ دل حزن ہے
یہ پتھرِ روں کا ہے سہارا مریضوں کو جام ہے شفا کا
یہ چلبے عمدہ عمدہ مضمون یہ بانگے ترچھے نکیلے فقرے
کچھ اس طرح دل میں چھپ گئے ہیں کہ جتنا مشکل ہے مبتلا کا
کمین پہ ذکرِ وصال چنانچہ کمین پہ تحریرِ حال ہجران
غرضکہ تصویرِ عیش و غم ہے مرقع ہے دہرِ بیوفا کا
یہ بندش شعر اللہ اللہ شست الفاظ ایسی عمدہ
خیال عاجز زبان قاصر ذرا بھی یارا نہیں ثنا کا
جو لفظ تاثیر میں ہے ڈوبا وہ تیر سے ہے کمین زیادہ
جو لفظ شوخی بھرا ہوا ہے وہ نقشہ ہے نازِ دلربا کا
مزے کی ہے بول چال اسکی کہ رنگِ شوخی ٹپک رہا ہے
لبھارہا ہے دلون کو انداز اس کلام اثرِ فنرا کا

ہے لکھنؤ کی زبان کا حسن اس کی ہر بیت سے نمایان
 محض نشانِ شاعری ہے نظم اس نظم بے بسا کا
 سخن ہے نام اس کا سخن ہے اسی پہ اہل سخن ہیں شیدا
 اسی کا ہر لفظ آئینہ ہے طبیعتِ دروِ آشنا کا
 رگون میں خون ہو کے دوڑتا ہے اسی کا رنگِ ادا و مضمون
 یہی تو ہے تازہ کرنے والا ہر اک دلِ حیرت آشنا کا
 زبان اُردو سکھانے والا طریق انشا بتانے والا
 معلمِ علمِ شاعری ہے جو فقرہ ہے نظم و لریا کا
 تصدق اس پر زبان سودا ساز اس پر خیالِ ناسخ
 نہ رنگ یہ تیر کے سخن کا نہ حسن یہ نظم تیر کا
 زبان رو کو قلم سنبھالو یہ نشہ میں کیسی بہکی باتیں
 کٹے کسی رنگ میں زمانہ مگر رہے ہو پیشِ مدعا کا
 سرِ ادب کو جھکا کے اسی شمسِ مصرعِ سالِ طبع لکھ دو
 کہ چھپ گیا دوسرا بھی دیوانِ ہمارے سر کا ریا صفا کا

از سخنور پاکیزہ زبان جنابِ نشی سید احسان علیخان صاحب
 احسان شاہ جہانپوری شاگرد استاد بالکمال حضرت جلال لکھنوی علیہ الرحمۃ

اسے بتاتے ہیں سب لاجواب کیا کہنا
 کھلا ہوا ہے فصاحت کا باب کیا کہنا

سخنورون میں ہوا پیشِ تحفہ آشفاق
 اٹھائیں لطفِ سخن شاعرانِ معنی فہم

<p>چمک رہا ہے شادون کی طرح ہر نقطہ شب وصال میں آیا کوئی یہ ذکر کہیں کہیں کسی کا بگڑنا دم سوال وصال فروغ بخش سخن ہر غزل کا ہر مطلع ہوا یہ مصرع تاریخ طبع ادا احسان</p>	<p>حروف شعر کی یہ آب و تاب کیا کہنا کہیں بیان شکستِ حجاب کیا کہنا خدا کا تہ بتو نکا عتاب کیا کہنا کوئی ہے ماہ کوئی آفتاب کیا کہنا زبان اچھی کلام انتخاب کیا کہنا</p>
---	--

قطعہ ثانی

<p>زہے مطبوع شد دیوان اشفاق خیال او باوجِ سپرِ ہم اوج عجب دیوان کہ دارد رنگِ ندرت بیش رنگِ روی ارغوانِ فق نظر بر جلوہ حسن بیان کن بہار باغِ نظمش بے خزانست پے تاریخِ سال طبع احسان</p>	<p>بصد آرائش زبیا و ترغین کمالِ نظم اور روشن چو پروین سراسر قابلِ توصیف و تحسین نخل از ہر غزل حسن نگارین لہ مثل نوع و سان ہست رنگین درو صیاد می آید نہ گلچین بگو گلزارِ سنجیدہ مضامین</p>
--	---

قطعہ ثالث

<p>مطبوع ہوا کلامِ اشفاق اد نے ہے یہ وصف اُس کا احسان تاریخ ہوئی یہ عیسوی میں</p>	<p>کیے جسے خوشنما و دلکش ہر شعر ہے دلربا و دلکش مرغوبِ طرب فراودِ دلکش</p>
---	--

از شاعر نامی جناب منشی محمد نوح صاحب نوح ناروی شاگرد

حضرت داغ دہلوی علیہ الرحمۃ

جملہ نثر تاریخی

ہر ایک غزل لا جواب ہے

۳۱ ۱۳۳۰ھ

ہر کہ دید از یادہ اش سرشار گشت
گفت بربہ بہمن بیتیار گشت
۳۱ ۱۳۳۰ھ

کلیات حضرت آشفاق را
حال طبعش را چو پرسیدم ز نوح

جملہ نثر تاریخی

تحفہ اشفاق نگار عجیب

۳۱ ۱۳۳۰ھ

ہر غزل ہے داستانِ درد مند
فقرہ فقرہ ہے فغانِ درد مند
ہے یہ سرتاپا بیانِ درد مند
تحفہ اشفاق جانِ درد مند
۳۱ ۱۳۳۰ھ

واہ کیا دیوان ہے آشفاق کا
درد میں ڈوبا ہوا ہے لفظ لفظ
شرحِ حالِ دردِ دل ہے یہ کلام
مصرع تاریخ بھی پُر درد ہے

از عالم طبعی فاضل لودھی جناب مولانا محمد صبغت اللہ صاحب

صبغت لکھنوی فرنگی محلی ہمیشہ زادہ و تلمیذ حضرت مولانا رضا لکھنوی

بہر تن نظم شد شرح کبیر

صبغت این دیوان اشفاق علی

ہست ہم توصیف و ہم تاریخ او ہدیہ نایاب دیوان بے نظیر

از واقف رموز سخن ماہر دقایق فن سخنور باوقار جناب
منشی محمد مختار احمد خان صاحب مختار لکھنوی مصنف

واسوخت مختار وغیرہ

مثل قسمت کے کہین وقت بھی جاؤ نہ بدل
بچھ تو مجھ شاعر سیکش کا بنو دل بیکل
نظم کے وقت مری شغل میں آئے نہ خلل
قصہ کہتا ہے کہ او شاعر پاکیزہ خیال
طبع کستی ہے کہ اسطرح سے برسوں گئی ہیں آج
فکر کہتی ہے اگر مجھ کو اجازت ملجائے
تو سن خامہ چالاک کی ہمت کے نثار
ہو گئے قسمت شاعر سے یہ سامان جو بہم
خاطر پاک نے لئے ہیں یہ ارشاد کیا
ذہن عالی کا یہ ایسا ہے کہ او شاعر مست
دیکھ تو حضرت شمس آئے ہیں بہر تعظیم
حضرت شمس نے آتے ہی یہ ارشاد کیا
راجا شفاق علیخان متخلص اشفاق

چاہیے ہے کہ کروں نظم کا سامان اول
ما تھہ میں جام صراحی ہوا اگر زیر بغل
بھر دے امی پیر بیان اور مجھ اک بوتل
نظم کرنا وہی مضمون جو نمونہ مستعمل
جسطرح سے کہ برتا ہے اُمنڈ کر باول
یار کے چشم سخن میں ہیں لگا دوں کا جل
چرخ ہفتم کو سمجھتا ہے یہ چرخ اول
اکمل گئے سینہ میں مرجھائے ہوئے دل کے کنول
لطف جب ہو کہ ہوتا رنج میں بھی رنگ غزل
بس بس اب دائرہ ہرزہ خیالی سے مکمل
اُٹھ کے اب چاہیے ہی تجھ کو کہ ہودست و بغل
جو دست طبع کا تم اب تو دکھاؤ کس بل
جو کہ ہیں آج فن شعر و سخن میں اکمل

اُن کا اب دوسرا دیوان بھی ہوا ہے تیار
 میری تاریخ بھی ہو ہے یہی فرمان حضور
 سنگ یہ مژدہ جان بخش برہمی دلی انگ
 ورقِ دہر پہ اتنی ہے کرمانِ نجاتش
 ہوا ہے دلورہ نوق کہ فرحت ہر قلیل
 کون ہے مطلعِ عالم پہ سوائی اشفاق
 کیون نہ پھر اُسکو لقبِ دیگر خلاق سخن
 عجزِ سیلابِ طبیعت ہے کہ طوفانِ عظیم
 عجیب جو ڈھونڈتے ہیں عجیب نکلتا ہے ہنر
 آنکھ ہر رنگ میں اک رنگ نیا پیدا ہے
 دیکھ او شاعرِ سرور بس اب روک زبان
 سن بھری میں جو تاریخِ حقِ غروبِ مزاج
 کس کا دل کسی یہ جرات ہے سوائی اشفاق
 دیکھ تختہ تار کس لطف سے سارا دیوان

نقشِ ثانی بھی بنا صورتِ نقشِ اول
 اس سے بڑھ کر نہیں اب کوئی مسرتِ کامل
 نظر آئے لگا میدانِ شت کا اول
 چاہیے میرے لیے دعوتِ دامنِ ازل
 جلد آغاز سے انجام کی مدت کو بدل
 جسے کی آئینہ نظم پہ ایسی صیقل
 جسکی تصنیف میں اک لفظ ناپاکی مل
 حاسدوں کی بھی زبان یہی جاتا ہر نکل
 کبھی جلتی نہیں خورشید کے آگے مشعل
 وہ سس ہر کہ خستہ کہ قصیدہ کہ غزل
 طولِ بیجا سے نہ آئے کہیں مطلب میں خلل
 آئی ہے صنعتِ معجم میں بہت صاف نکل
 ایسی پامال زمینوں میں جو لکھے گا غزل
 اب کہا اُس پہ جو بچوں تھیں بہت مشعل

از منبعِ علوم معقول منقولِ حاویِ فروع و اصول جناب مولانا

محمد عزت اللہ صاحبِ عزت لکھنوی فرنگی محلی برادرِ زادہ
 و تلمیذ حضرت رضا لکھنوی

دارِ دوسوے نظمِ میلِ شاعر

اشفاق علی صاحبِ حبِ شاہ

<p>دیوان دوم کلام نادر از خوبی نظم کرد ظاہر تصویر و سبک فکر شاعر ۱۳۱۹ء</p>	<p>از زیور طبع شد محلے اسرار عرض داسے خود مانی خیال گفت سانش</p>
<p>از ناظم بمیشال سخور باکمال جناب منشی محمد سعید خان صاحب سعید لکنوی تلمیذ حضرت مولانا رضا لکنوی فرنگی محلی</p>	
<p>بڑے قدردان ہیں بڑی خوشحیال چھپا اُنکا دیوان دوم ایک سال ہزاروں میں یہ نظم ہے بمیشال یہ شستہ زبان اور یہ بول چال مال سخن ام شیخ بزم کمال</p>	<p>رہیوں میں آشفاق و الاحتم مجھی کیوں نہ اس بات کی ہو خوشی فلکے مصفا میں مرصع غزل سیر ہر اک کو نہ ہو گی کبھی اشاعت کی تاریخ لکھو دسعید</p>
<p>از موجب رضامین و معانی مصداق ہمدانی صاحب ذہن و قواد جناب مولانا عبد الاحد صاحب شمشاد لکنوی فرنگی محلی نیچر مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور</p>	
<p>قطب جویلا زپے دیوان دوم راجہ اشفاق علی خان - ۱۳۱۹ء شاعر ذی رتبہ و عالی مقام از پے تفریح دل خام و عام گفت از ہے ابلیغ واضح کلام ۱۳۱۹ء</p>	<p>راجہ اشفاق علی خان اشفاق داد جو دیوان دوم بہر طبع خامہ شمشاد و بشارت آن</p>

از ناظم جادو زبان جناب نشی نظیر احمد خان صاحب تراہ
لکھنوی تلمیذ حضرت مولانا رضا لکھنوی فرنگی محسلی

دیوان درم تراہ اشفاق نے چھپوایا گیسو کا بھی ذکر اسمین عارض کا بھی کر سہیں ہر وارے سے پیدا آنکھوں کی ادائیں ہیں یہ نظم طرب زا ہے اس نظم کا کیا کستا تاریخ اشاعت کی لکھنا ہے اگر لکھ دو	ایسا کہ جسے کہیہ یہ دل بھی ہے دلبر بھی نقشہ بنیل بھی نقشہ ہر گل تر بھی یعنی یہی نشتر جیو نہ رہے یہی خنجر بھی یہ جان سخن عجبی ہے اور جان سخنور بھی چھپ جانے کو یہ دل میں کیا بھی ہے نشتر بھی
---	---

اوشاعر جادو ورقم جناب خواجہ محمد ابراہیم صاحب ششم لکھنوی تلمیذ حضرت
مولانا رضا لکھنوی فرنگی محسلی

دوسرے دیوان میں اشفاق نے مرحبا اے مانی فکر سخن علیوی تاریخ کرد و اسے چشم	کھینچدی تصویر درد و اشتیاق دیکھنی تصویر درد و اشتیاق واقعی تصویر درد و اشتیاق
--	---

از جامع فضائل معنوی و صوری جناب سید تنویر حسین صاحب
جادو و راہپوری تلمیذ جناب جلال لکھنوی اعلیٰ الشہ مقامہ
انجمن نازک خیالی کا بیان کیا ہو سکے
مصرع تاریخ کیا سچا کہا جادو نے یہ
شربت بچپ دید ان قابل تریف ہے
و ادھی کیا آپ کی پیشانی تصنیف ہے

از گہر باری خانہ عنبرین شامہ جناب نشی محمد صادق علیخان صفا
صادق لکھنوی تلمیذ حضرت مولانا رضا لکھنوی فرنگی محلی

سلمہ اللہ القوی

مرحبا تحفہ اشفاق چھپا آئندہ آنکے خیالات کا ہے فکر تاریخ عبث ہے صادق	ہے یہ دیوان رئیس ذیشان دیکھنے والے کیوں ہوں چران اکھدو تم۔ چہیہ مرغوب جہان
---	--

از واقف علم و ہنر جناب پندرت آئندہ نرائن صاحب آئندہ لکھنوی
تلمیذ حضرت مولانا رضا لکھنوی فرنگی محلی

اشفاق کا دوسرا چھپا ہے دیوان سجیم بن لکھو آئندہ تم اسکی تاریخ	مشکل سے ملے گا ایسا کیا ب کلام ہے شاعر خوش زبان کا نایاب کلام
--	--

از جناب نشی ہمیشہ پر شاد صاحب سوگ مدرس مدرسہ
نارہ ضلع الہ آباد تلمیذ جناب نوح ناروی

آج وہ دیوان شائع ہو گیا سوگ لکھدو مصرع تاریخ تم	جسکے تھے شتاق سب اہل جہان تحفہ اشفاق گنج بیکران
--	--



مژدہ

گو حضرت اشفاق ادا م اسدا اقبال

عاشق مزاج حضرت کے پیچمین کو دینے کو کم نہ تھا۔ ان دنوں دیوان
تو ہر شعر چلتے ہوئے جادو کا اثر دکھتا ہے۔ سچ کہا ہے ع نقاش نقش ثانی بہتر کش اول
حضرت مصنف کی طبائع کثیفہ عشقی عروض دانی سے جو لوگ واقف ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ اس قدر
جلد دو سر دیوان کا جس ہو کر شائع ہو جانا آپ کے مذاق سخن سے استجابی امر نہیں ہے۔ یہ صرف
طرح میں محاورات کا رنگ بھرا لکھنوی مافی زبان کا فوٹو ٹیکنیج دینا آپ کا خاص حصہ ہے۔ اس
دوسرے دیوان کے چھپنے کے زمانہ میں بھی آپ نے مختلف ردیفوں میں قابل قدر غزلیں کہی ہیں جو
آئین درج نہ ہو سکیں سمجھے اس بات کا فخر ہو کہ آپ نے میری اس دعا کو قبول فرما کر وعدہ کر لیا ہے کہ میں
ان غزلوں کو پہلے دیوان میں شامل کر کے اسکو دوبارہ بہت جلد چھپو ادونگا اور پہلے دیوان
میں جو غلطیاں چھپنے میں پیدا ہو گئی ہیں انکو بھی درست کرونگا۔ اب میری یہ دعا ہے
کہ دیوان اول کے دوبارہ چھپنے کے بعد خدا جلد وہ دن دکھائے کہ آپ کا یہ
دیوان چھپے اور آپ کے کمال کو روز افزون ترقی ہو۔ آمین

ابو الفضل تصدق حسین خان شمس

لکھنوی ملازم حضرت مصنف